Semahi **QAFLA-E-HAQQ** SARGODHA PAKISTAN

مسئلہ تقلید

غیر مقلدین کے عقائد

قافلہ باطل سے قافلہ حق کی طرف

غیر مقلدیت سے تائب ہونے والوں کی آپ بیتی

فقہ اور فقہاء

قرآن و حدیث کی روشنی میں

ناشر: مرکز اہلسنت والجماعت ۸۷ جنوبی لاہور روڈ سرگودھا

مسلک اہل السنت والجماعۃ کی خدمت کی غرض سے 2003ء میں قافلہ کے نام سے ہفت روزہ شائع کرنے کا ارادہ کیا تو امام اہل السنت والجماعۃ حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب کی خدمت میں حاضری دی حضرت دامت برکاتہم نے فرمایا کہ قافلہ کی بجائے "قافلہ حق" نام رکھو اور بندہ کی گزارش پر حضرت دامت برکاتہم نے "قافلہ حق" کیلئے کچھ تحریر فرمایا جس کا عکس شائع کیا جا رہا ہے۔

یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین (قرآن کریم)

ید اللہ علی الجماعۃ (حدیث شریف)

ہے! اللہ میری قسمت میں جدا اپنے قافلے سے تو [illegible] شعلۂ آواز [illegible] (علامہ اقبال)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۰ نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم۔ اما بعد
اللہ تعالیٰ کی نعمتیں تو بے شمار ہیں جن کا شمار کرنا بھی ناممکن ہے مگر
ان میں سے ایک اہم اور بڑی نعمت دین حق کی شناخت اور اسکی
پیروی ہے افراط و تفریط سے بچ کر دین پر چلنا اور اسکی خدمت
بہت بڑی دولت ہے آج کا دور فتنوں کا اور مادر پدر آزادی کا
دور ہے اور اپنے اکابر سے ناتا توڑ کر اور ہٹ کر کوئی بھی راستہ
اختیار کرنا ایک گمراہی کا سبب ہے اس پر فتن دور میں
اسی بات کا [illegible] پاسداری حق کی علامت ہے کیونکہ جو علم صحیح اور
تقویٰ ان کو حاصل تھا وہ ہمیں حاصل نہیں ہے اسلئے قرآن کریم
اور حدیث شریف کو جو دین حق کی بنیاد ہے سمجھنا انہی حضرات
کے نقش قدم پر چل کر ہی حاصل ہو سکتا ہے اور اصول دین اور فروع دین
کی تشریح میں اور تفسیر میں انہی کے اقوال قابل حجت ہیں اور بس
عزیزم مولانا حافظ محمد الیاس گھمن زید مجدہم سے یہ معلوم کر کے
بڑی خوشی ہوئی کہ انہوں نے مسلک اہل حق کی حفاظت کیلئے اور
مسلک اعتدال [illegible] کیلئے ایک ہفت روزہ رسالہ
قافلۂ حق نکالا ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کو اخلاص
اور ہمت سے اسکو چلانے کی توفیق دے اور اسے اگر تو مقبول بنائے
[illegible] آمین ثم آمین وصلی اللہ تعالیٰ وسلم علیٰ
خاتم النبیین سیدنا محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ وازواجہ واتباعہ الی
یوم الدین [illegible]

(احقر ابو الزاہد محمد سرفراز عفی عنہ)
[illegible]

مجلہ

جلد ۱ ربیع الثانی، جمادی الاول، جمادی الثانی ۱۴۲۸ھ ۲۰۰۷ء شمارہ نمبر ۲

(زیر سرپرستی):

امام اہل السنۃ شیخ الحدیث والتفسیر حضرۃ مولانا محمد سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم العالیہ

عارف باللہ حضرۃ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر دامت برکاتہم العالیہ

قطب العصر مرشد العلماء حضرۃ اقدس مولانا سید محمد امین شاہ دامت برکاتہم العالیہ

مدیر:

حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب مدظلہ

نائب مدیر:

مولانا ابوالحسن صاحب مدظلہ

مجلس مشاورت

- مولانا محمد محمود عالم صفدر صاحب
- مولانا عبداللہ عابد صاحب
- مولانا امجد سعید صاحب
- مولانا عابد جمشید رانا صاحب
- محمد عمران صفدر صاحب

قیمت ۱۵ روپے

برائے رابطہ
مولانا عمر دراز
مرکز اہل السنت والجماعت، ۸۷ جنوبی لاہور روڈ سرگودھا
Tel: 048-3881487 Mob: 0322-6223097

ملنے کا پتہ: **مرکز اہلسنت والجماعت**

87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا

Mob: 0322-6223097 Tel: 048-3881487

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ رب العزت نے نسل انسانیت کو پیدا فرما کر اسکی تمام جسمانی و روحانی ضروریات کو پورا فرمایا۔جسم انسانی کی بقا کے لیے پانی، ہوااور ہزاروں غذائی اشیا کو پیدا فرمایا اور روحانی حیات کی آبیاری کے لیے انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام اور آسمانی ہدایت نامے نازل فرمائے آخر میں قرآن مجید فرقان حمید کو نازل فرما کر رہتی دنیا کے لیے سامان ہدایت مہیا فرمایا قرآن کریم کی ایک سو چودہ سورتوں میں سب سے پہلی سورۃ فاتحہ الکتاب ہے جس میں انسان کو اللہ تعالی سے صراط مستقیم کا سوال کرنے کا حکم بیان کیا گیا۔ ہر نمازی فرض وغیر فرض نماز میں اللہ تعالی سے صراط مستقیم کا سوال کرتا ہے۔صراط مستقیم دراصل راہِ اعتدال کا نام ہے جس میں نہ تو افراط ہے اور نہ تفریط۔قرآن پاک میں اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا "وکذلك جعلنکم امة وسطا" حدیث پاک میں بھی اسی کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا "خیر الامور اوسطھا" امت میں جو لوگ گمراہی کا شکار ہوئے وہ یا تو مرض افراط کا شکار ہوئے یا پھر تفریط کی اندھی کھائی میں گر پڑے۔صراط مستقیم کی وضاحت کرتے ہوئے سورۃ فاتحہ میں فرمایا گیا کہ وہ انعام یافتہ لوگوں کی راہ ہے۔ سورۃ نساء میں ان انعام یافتہ لوگوں کی نشاندہی فرماتے ہوئے بتایا گیا کہ وہ انبیاء، صدیقین، شھداء اور صالحین ہیں بعض لوگ جاہل و بے دین آباء کی اتباع میں انبیاء کی مقدس دعوت وعمل سے باغی ہوئے اور کہا کہ ہم تو اس راہ پر چلیں گے جس

پر ہمارے باپ دادا چلتے رہے ''ما وجدنا علیه آباء نا '' قرآن پاک نے مزید وضاحت فرمائی کہ ''اولو کان اباء هم لایعقلون شیئا و لایهتدون ''جس میں بے عقل اور غیر ہدایت یافتہ باپ دادا کی اتباع سے نہ صرف منع کیا گیا بلکہ اس افراط کو خلاف اعتدال بتایا گیا۔ جبکہ دوسرا طبقہ محبوبان خدا، بزرگان دین، اور اخیار نفوس قدسیہ کی تقلید سے بیزار ہو کر تفریط کی دلدل میں پھنس گیا حالانکہ قرآن پاک صاف طور پر فرما رہا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے جیل میں بیٹھ کر درس توحید ارشاد فرماتے ہوئے یہ تقریر کی تھی ''واتبعت ملت آبائی '' میں اتباع کرتا ہوں اپنے باپ دادا کی اور ارشاد فرمایا ''انعم الله علیهم من النبین و الصدیقین و الشهداء و الصالحین '' اور فرمایا '' فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون '' تو گویا ایک طبقہ ہر جاہل و بے دین کی تقلید کر کے گمراہ ہوا تو دوسرا طبقہ تقلید کے نام سے ہی بدکنے لگا اور متقی و صالح ائمہ مجتہدین کی تقلید کو ترک کر کے گمراہی کا شکار ہوا۔ راہِ اعتدال کے راہی اہل السنۃ والجماعۃ نے بالکل درمیان کی راہ اختیار کرتے ہوئے حق کو پایا کہ کسی جاہل و بے دین کی اتباع کرو نہیں اور ائمہ اربعہ مجتہدین میں سے کسی ایک کی تقلید چھوڑو نہیں۔ یہی وہ راہ حق ہے جس پر جمہور امت گامزن رہے جبکہ کچھ مریض دل لوگ ایسے بھی ہیں جو اس راہ حق کو نہ صرف چھوڑ چکے ہیں بلکہ امت کا رشتہ اسلاف سے توڑ کر اپنی خود تراشیدہ شریعت سے جوڑنا چاہتے ہیں قرآن پاک کے ضابطے انکا ہرگز ساتھ نہیں دیتے۔

و ماعلینا الا البلاغ

غیر مقلدین کے عقائد

حضرت مولانا محمد انصر باجوہ صاحب
(استاد شعبہ تحقیق وتصنیف اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ راولپنڈی)

نحمده و نصلی علی رسوله الكريم اما بعد

برداران اہل السنۃ والجماعۃ ہندوستان میں انگریز کے منحوس قدم پڑنے کے بعد جو فرقے ظہور پذیر ہوئے ان میں ایک فرقہ غیر مقلدین کا ہے۔ جنہوں نے اپنا نام اہل حدیث بھی انگریز سے الاٹ کرایا۔ اللہ اور اسکے رسول ﷺ نے قطعاً یہ نام نہیں رکھا۔ ابتداء تو اس فرقہ نے اہل السنۃ والجماعۃ احناف کی مسئلہ تقلید، قرأت خلف الامام، رفع یدین، ٹانگیں چوڑی کرنا وغیرہ مسائل میں شدت سے مخالفت کی لیکن احناف کے دندان شکن جوابات سے جب یہ عاجز آئے تو انہوں نے علماء کی بعض کشف وکرامات والی عبارات کو لے کر ان پر کفر وشرک کے فتوے لگانا شروع کر دیے اس لئے ضرورت پیش آئی کہ ان کے عقائد قارئین تک پہنچائے جائیں۔ لہذا آپ ان عقائد کو ملاحظہ فرمائیں اور فیصلہ خود کریں کہ...

عقیدہ نمبر 1

اللہ کے لئے مکان اور جگہ کو متعین کرنا

غیر مقلدین کے مجدد نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں:

خدا عرش پر بیٹھا ہے اور عرش اس کا مکان ہے اور دونوں قدم اپنے کرسی پر

رکھے ہیں اور کرسی اس کے قدم رکھنے کی جگہ ہے اور ذات خدا کی فوق اور طرف علو میں ہے اور اسکو فوقیت جہت کی ہے اور وہ عرش پر رہتا ہے اور اترتا ہے ہر شب کو طرف آسمان دنیا کے۔ اور اس کے لیے داہنا بایاں ہاتھ اور قدم اور ہتھیلی اور دو آنکھیں اور منہ اور پنڈلی وغیرہ سب چیزیں بلا کیف ثابت ہیں اور جو آیتیں اس بارے میں ہیں سب محکمات ہیں آیات متشابہات نہیں۔

(رسالۃ الاحتواء علی مسئلۃ الاستواء مصنفہ نواب صدیق حسن خان مطبوعہ گلشن اودھ لکھنو)

نواب صاحب کا تعارف:

غیر مقلدین کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری صاحب ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

سوال: مولانا نذیر حسین، شاہ اسماعیل شہید نواب صدیق حسن خان حنفی تھے؟ کیا یہ حق ہے؟

جواب: تینوں صاحب پکے اہلحدیث تھے۔۔اور نواب صاحب مرحوم کی بے شمار کتابیں رد تقلید میں موجود ہیں۔

(فتاوی ثنائیہ ج ۱ ص ۲۷۳ مطبوعہ مکتبہ ثنائیہ بلاک ۱۹ سرگودھا)

۲۔خصوصی نمبر ماہنامہ الاعتصام میں لکھا ہے: فرقہ ناجیہ اہل حدیث کے دوسر خیل میاں نذیر حسین اور نواب صاحب۔

(الاعتصام اشاعت خاص ۲۵۴۔۲۵۵ بیاد محمد حنیف بھوجیانوی)

۳۔غیر مقلدین کے علامہ پیر بدیع الدین شاہ صاحب نواب صاحب کا

تذکرہ کرتے ہوئے یوں لکھتے ہیں: نواب معلیٰ القاب مرجع العلماء وعمدۃ الکملاء ومنبع الفیوض الرحمانیہ ناشر لسنّت نبویہ، المحدث، الفقیہ العلامہ السید صدیق حسن بن علی الحسینی البخاری القنوجی، البوفانی، المتوفی ۱۳۰۷ھ کی شہرہ آفاق ہستی نے ہر فن میں کتابیں لکھیں۔

پیر صاحب نے ان کتابوں کی کا ذکر کرتے ہوئے ان کی عقائد سے متعلقہ کتاب الاحتواء علی مسئلۃ الاستوا کا بھی ذکر کیا ہے۔

(ہدایۃ المستفید ج ا ص ۹۴ مطبوعہ انصار السنہ المحمدیہ لاہور)

۴۔ مشہور غیر مقلد عالم مولانا ابراہیم سیالکوٹی صاحب لکھتے ہیں: شیخ شیخنا حضور پرنور نواب صدیق حسن خان صاحب

(تاریخ اہلحدیث ص ۴۳۲ مطبوعہ مکتبہ قدوسیہ اردو بازار)

اور مشہور غیر مقلد عالم وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں: ولہ تعالیٰ وجہ و عین وید و کف و قبضۃ و اصابع و ساعد و ذراع و صدر وجنب وحقو و قدم و رجل و ساق و کنف کما تلیق بذاتہ المقدسۃ۔

(ہدیۃ المہدی ص ۹)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کا چہرہ اور آنکھ اور ہاتھ اور ہتھیلی اور مٹھی اور انگلیاں اور کلائی اور بازو اور سینہ اور پہلو اور کمر اور پاؤں اور ٹانگ اور پنڈلی اور سایہ اسکی شان کے مطابق یہ سب چیزیں ہیں۔

نوٹ: اللہ تعالیٰ کے متعلق یہ تمام عقائد مجسّمہ اور مشبّہ جیسے گمراہ فرقوں کے

تھے لیکن اب وہی فرقے ایک نئے نام اہلحدیث کے ساتھ ظہور پذیر ہوے ہیں۔

عقیدہ نمبر 2

اللہ تعالیٰ ہر شکل میں ظاہر ہوسکتا ہے

غیر مقلدین کے علامہ وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

و یظهر فی ای صورة شاء۔ (ہدیۃ المہدی ص ۷،۹)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جس صورت میں چاہے ظاہر ہوسکتا ہے۔

یعنی جس طرح عیسائی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کی شکل میں ظاہر ہوا اور ہندو کہتے ہیں کہ خنزیر اور کرشن اور رام چندر کی شکل میں ظاہر ہوا۔ سامری کہتا تھا کہ بچھڑے کی شکل میں ظاہر ہوا۔ غیر مقلدین کے نزدیک یہ سب عقیدے درست ہوئے۔

نوٹ: مذکورہ عقیدہ غیر مقلدین کی ریڑھ کی ہڈی اور ان کے مذہب کے علامہ صاحب کا ہے جس کا ترمذی کے علاوہ صحاح ستہ اور موطا مالک وغیرہ کا ترجمہ ہر نام نہاد اہلحدیث بھائی کے گھر میں ہوتا ہے اور ان کی علمی خدمات کو جماعت اہل حدیث کی ترقی کا ذریعہ خود غیر مقلدین نے اپنی کتابوں میں تسلیم کیا ہے۔ دیکھیں

۱۔ جماعت اہل حدیث کی تصنیفی خدمات مصنف مولانا محمد مستقیم سلفی بنارسی

۲۔ جماعت اہلحدیث کی تصنیفی خدمات مصنف مولانا ابو یحیٰ امام خان نوشہروی

۳۔ اکتوبر ۲۰۰۳ء میں شائع ہونے والی کتاب چالیس علماء اہل حدیث مصنف عبد الرشید عراقی میں دسویں نمبر پر وحید الزمان کا تذکرہ کیا ہے اور ان کی تمام کتب نزل

الابرار اور ہدیۃ المہدی وغیرہ بھی ذکر کی ہیں۔

۴۔ پیر بدیع الدین شاہ راشدی نے ہدیۃ المستفید ص ۹۵ ج ا پر وحید الزمان کو عالم باعمل فقیہ وقت محبّ السنّت لکھ کر ان کی ایک عقیدہ کی کتاب کا ذکر بھی کیا ہے اور چودھویں صدی کے غیر مقلد علماء کے ساتھ اس کا ذکر کیا ہے۔

۵۔ مشہور غیر مقلد عالم مولانا عبد الرحمٰن فریوائی صاحب لکھتے ہیں: آپ (وحید الزمان) ہندوستان کے چوٹی کے علماء اور میاں نذیر حسین کے مشہور تلامذہ میں سے تھے۔ آپ کی پوری زندگی سنت نبویہ کی اشاعت میں کام آئی۔

(جہود مخلصہ ص ۱۴۰ بحوالہ کچھ دیر غیر مقلدین کے ساتھ ص ۲۰۰)

نیز اسی کتاب ہدیۃ المہدی کے پہلے صفحہ پر وحید الزمان صاحب نے لکھا ہے کہ اس کتاب میں کتاب وسنت کے دلائل ہیں جو کہ اہل حدیث کے عقائد پر مشتمل ہیں اور صفحہ ۳ پر لکھا ہے کہ میں نے اس کتاب کا نام ہدیۃ المہدی اس لئے رکھا ہے تا کہ امام مہدی کیلئے یہ ہدیہ ہو۔

عقیدہ نمبر 3

مذاق کرنا اور ٹھٹھہ کرنا اللہ کی صفت ہے (معاذ اللہ)

وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

ومن الصفات الفعلية الحادثة ۔۔۔الاستهزاء و السخرية و المكر و الخدع و الكيد (ہدیۃ المہدی ص ۷)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کے صفات فعلیہ حادثہ میں سے مذاق اور ٹھٹھہ کرنا اور

مکر کرنا اور دھوکہ دینا اور داؤ لگانا ہیں۔

نعوذ باللہ ایسی چیزوں کو اللہ کی صفات قرار دیا ہے اور یہ عقیدہ غیر مقلدین کے اسی بزرگ کا ہے جس کا تعارف عقیدہ نمبر ۲ میں گزر چکا ہے۔

عقیدہ نمبر 4

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سب باتیں اور سب کام اچھے نہیں۔ (معاذ اللہ)

مشہور غیر مقلد ابو عبداللہ قصوری صاحب لکھتے ہیں:

سب افعال اور اقوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریعی اور محمود نہیں ہیں اور عصمت مطلقہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ثابت نہیں ہیں ورنہ صحابہؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض خطاؤں پر اعتراض نہ کرتے۔

(تحقیق الکلام فی مسئلۃ البیعۃ والالہام ص ۴۴، ۴۵ مصنفہ ابو عبداللہ قصوری عرف غلام علی، مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر)

عقیدہ نمبر 5

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے کوئی معتبر نہیں۔ (نعوذ باللہ تعالیٰ)

غیر مقلدین کے مشہور عالم محمد جونا گڑھی صاحب لکھتے ہیں:

سنیے جناب! بزرگوں کی مجتہدوں اور اماموں کی رائے، قیاس اجتہاد و استنباط اور ان کے اقوال تو کہاں؟ شریعت اسلام میں تو خود پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی طرف سے بغیر وحی کے کچھ فرمائیں تو وہ حجت نہیں۔ (طریق محمدی ص ۵۷ مطبوعہ لاہور)

آگے لکھتے ہیں: تعجب ہے کہ جس دین میں نبی کی رائے حجت نہ ہو اس

دین والے ایک امتی کی رائے کو اصل اور حجت سمجھنے لگیں۔ (طریق محمدی ص ۵۷)

نوٹ: یہ محمد جونا گڑھی صاحب وہ ہیں جن کے ترجمہ کو غیر مقلدین نمائندہ ترجمے کے طور پر متعارف کراتے ہیں۔ اور احسن التفاسیر کے نام سے جو تفسیر ریاض سعودیہ سے شائع کروا کر حاجیوں کا ایمان خراب کرنے کے لیے ان کو دی جاتی ہے، اس میں ترجمہ انہی جونا گڑھی صاحب کا کیا ہوا ہے۔

عقیدہ نمبر 6

انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام معصوم نہیں۔ (نعوذ باللہ)

غیر مقلد عالم حسین خان صاحب لکھتے ہیں:

انبیاء علیہم السلام سے احکام دینی میں بھول چوک ہو سکتی ہے۔

(رد تقلید بکتاب المجید ص ۱۳ مؤلفہ حسین خان مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی)

اس کتاب پر مولوی نذیر حسین دہلوی اور جناب شریف حسین دہلوی وغیرہ اکابر غیر مقلدین کی مہریں اور دستخط بھی ہیں۔

عقیدہ نمبر 7

بارہ امام اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا معصوم ہیں۔

مشہور غیر مقلد عالم ملا معین ٹھٹوی سندھی لکھتے ہیں:

بارہ امام اور حضرت فاطمۃ الزہرہؓ معصوم ہیں۔ یعنی ان سے خطاء کا ہونا محال ہے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ اور جو صحابہؓ مخالف ہوئے حضرت علیؓ کی بیعت و خلافت میں اور حضرت فاطمہؓ کے مال کے وارثت دینے میں، وہ سب کے سب خطا

وار ہیں۔ نیز عصمت آنحضرت ﷺ کی عقلی ہے اور عصمت امام مہدی کی نقل سے ثابت ہے۔ (دراسات اللبیت ص ۲۱۳ مطبوعہ لاہور)

عقیدہ نمبر 8

غیر مقلدین کے انبیاء میں رام چندر اور لچھمن بھی ہیں۔

غیر مقلدین کے علامہ وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

ولھذا ماینبغی لنا ان نجحد نبوۃ الانبیاء الآخرین الذین لم یذکر ھم اللہ سبحانہ فی کتابہ و عرفہ بالتواتر بین قوم ولو کفار انھم کانوا انبیاء صلحاء کرامچندر و لچھمن و کرشن جی بین الھنود وزرتشت بین الفرس وکنفیوشس و بدھا بین اھل الصین و جاپان ،وسقراط و فیثا غورث بین اھل الیونان بل یجب علینا ان نقول آمنا بجمیع انبیائہ و رسلہ لا نفرق بین احد منھم و نحن لہ مسلمون ۔(ھدیۃ المھدی ص ۸۵ ج ۱)

ترجمہ: ہمارے لیے جائز نہیں کہ ہم دیگر انبیاء کی نبوت کا انکار کریں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ قرآن میں نہیں کیا اور کافروں میں تواتر کے ساتھ وہ معروف ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ نیک انبیاء جیسے رام چندر، لچھمن، کرشن جی جو ہندوؤں میں ہیں اور زرتشت جو فارسیوں میں ہیں اور کنفیوشس اور مہاتما بدھ جو چین اور جاپان میں ہیں اور سقراط اور فیثا غورث جو یونان میں ہیں۔ ہم پر واجب ہے کہ ہم یوں کہیں ہم ان تمام انبیاء و رسل پر ایمان لائے اور ان میں سے کسی ایک میں بھی

فرق نہیں کرتے۔اور ہم ان سب کے فرماں بردار ہیں۔

عقیدہ نمبر 9

نبی اور ولی بیک وقت زمین وآسمان کی تمام باتیں سن سکتا ہے۔

وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

اما لو ظن احد بان سماع النبی او سماع علی او سماع احد من الاولیاء اوسع من سماع عامة الناس بحیث یشمل سائر اقطار الاقلیم او سائر اقطار الارض فھذا لایکون شرکا۔(ہدیۃ المہدی ص ۲۵)

ترجمہ: اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ نبی ﷺ یا حضرت علیؓ یا کوئی اور اولیاء اللہ میں سے عام لوگوں سے زیادہ سن سکتا ہے حتی کہ تمام دنیا اور زمین کے کناروں دور ونزدیک سے سن لیتے ہیں تو یہ شرک نہیں۔

عقیدہ نمبر 10

یارسول اللہ، یاعلی، یاغوث کہنا صحیح ہے۔وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

وبھذا ظھر ان ماتقوله العامة یا رسول اللہ او یا علی یا غوث فمجرد النداء لانحکم بشرکھم ۔(ھدیۃ المہدی ص ۲۴)

ترجمہ: اس سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ عام لوگ جو یارسول اللہ اور یاعلی یا غوث پکارتے ہیں تو محض پکارنے سے ہم شرک کا حکم نہیں لگائیں گے۔

نوٹ:۔آج کل چونکہ غیر مقلدین محض اس طرح پکارنے کو شرک کہتے ہیں۔اس لیے ان کے علماء کا عقیدہ آج کل کے اس فتوے کے لحاظ سے شرکیہ ہوگا۔

اصولِ حدیث

حضرت مولانا محمد محمود عالم صفدر اوکاڑوی مدظلہ العالی
(استاد شعبہ التخصص فی التحقیق والدعوۃ مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ادلہ شریعہ چار ہیں ۔۱۔کتاب اللہ ۲۔سنت رسول اللہ ﷺ ۳۔اجماع امت ۴۔قیاس شرعی۔سنت حاصل کرنے کے لیے احادیث رسول ﷺ سے واسطہ پڑنا ضروری ہے اور احادیث میں قبول ورد کا مدار اصول حدیث پر ہے۔جس طرح دوسرے علوم میں کچھ اصول اجماعی ہوتے ہیں کچھ اختلافی اسی طرح اصول حدیث میں بھی کچھ اصول اجماعی ہیں کچھ اختلافی۔ہم احناف اجماعی اصولوں کو تو اسی درجہ میں تسلیم کرتے ہیں اور جہاں اصولوں میں اختلاف واقع ہو جاتا ہے وہاں ہم ان اصولوں کو تسلیم کریں گے جو محدثین وفقہاء احناف کے ہاں مقبول ومعتبر ہوں گے۔ نیز یہ بات بھی مدنظر رہے کہ ردوقبول میں فقہاء کا معیار اور ہوتا ہے اور محدثین کا اور اس لئے کہ محدثین کی خدمت کا دائرہ اور ہے اور فقہاء کی خدمت کا دائرہ اور ہے۔ محدث نے صرف حدیث کے نفس ثبوت سے بحث کرنا ہوتی ہے اور فقیہ نے ثبوت کے ساتھ ساتھ دلالت اور رفع تعارض کی ابحاث کا مرحلہ بھی طے کرنا ہوتا ہے۔اس لئے دونوں کے اصولوں اور معیار ردوقبول کا مختلف ہونا ایک بدیہی امر ہے۔ایک جماعت کے اصولوں کو لیکر دوسری جماعت پر طعن وتشنیع کرنا یہ ایک ایسی حرکت ہے جو کسی بھی انصاف پسند طبیعت کے حامل کے لئے قابل برداشت نہیں۔اسلام اور

عیسائیت دو علیحدہ علیحدہ دین ہیں اگر ایک عیسائی کہے کہ تم ہمارے اصولوں پر اپنے اسلام کو ثابت کرو ورنہ اپنے غلط ہونے کا اعلان کرو تو یہ انصاف کے خلاف بات ہو گی۔ اسلام اسلامی اصولوں کی روشنی میں ثابت کیا جائے گا نہ کہ عیسائیت کے اصولوں پر، ہاں اگر اسلام عیسائیت کے اصولوں پر بھی ثابت ہو جائے تو یہ ایک مزید اعزاز ہو گا۔ اہل اسلام اور روافض کا اختلاف صدیوں سے چلا آرہا ہے اہل اسلام اپنے اصول رکھتے ہیں اور روافض اپنے۔ جب ان سے کسی مسئلہ پر بات ہو گی تو اہل اسلام کو مجبور نہیں کیا جائے گا کہ ضرور بالضرور روافض کے اصولوں پر سنی مسلک کا حق ہونا ثابت کریں بلکہ سنی اپنے مسلک کو اہل السنۃ کے اصولوں کی روشنی میں ثابت کرے گا۔ ہاں اگر سنی روافض کے اصولوں پر بھی سنی مذہب کا سچا ہونا ثابت کر دے تو یہ ایک مزید فتح ہو گی۔ اس پر ہر دو ایسے طبقوں کو قیاس کیا جاسکتا ہے جن کے درمیان اصولوں میں اختلاف ہو۔

موجودہ زمانہ کے غیر مقلدین کا باوا آدم ہی نرالا ہے کہ احناف کثر اللہ سواد ہم کو مجبور کرتے ہیں کہ اپنا ہر ہر مسئلہ یا تو کتب شوافع اور اصول شوافع کی روشنی میں ثابت کرو یا ہمارے (غیر مقلدین) کے اصولوں (جو کہ مختلف فقہاء کرام سے چوری شدہ ہیں) کی روشنی میں ثابت کرو۔ ان کے اس رویہ سے انکے خبث باطن اور اہل السنۃ والجماعۃ احناف کے خلاف بغض وتعصب کی آگ کی شدت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ ہم اپنے قارئین جو کہ اہل السنۃ والجماعۃ سے تعلق رکھتے ہیں ان کے لئے اصول حدیث کا سلسلہ شروع کر رہے ہیں تا کہ اصول حدیث سے واقفیت

حاصل کر کے اہل باطل کی تلبیسات سے بچا جا سکے۔

علم حدیث کی تعریف: علم حدیث کی تعریف روایت کے اعتبار سے الگ ہے اور درایت کے اعتبار سے الگ ہے

روایت کے اعتبار سے تعریف: **علم یعرف به اقوال رسول الله وافعاله و احواله وروایتها و ضبطها و تحریر الفاظها ۔** (قواعد ص۲۴)

ترجمہ: علم حدیث وہ علم ہے جس سے رسول اللہ ﷺ کے اقوال افعال اور احوال کا علم حاصل ہوتا ہے اور ان کو نقل کرنے ضبط کرنے اور انکے الفاظ کو تحریر کرنے کا علم حاصل ہوتا ہے۔

درایت کے اعتبار سے تعریف: **علم یعرف منه حقیقة الروایة و شرطها و نوعها و احکامها و حال الرواة و شروطهم و اصناف المرویات وما یتعلق بها ۔** (قواعد فی علوم الحدیث ص۲۳)

ترجمہ:۔ وہ علم ہے جس سے روایت کی حقیقت اس کی شرائط اسکی اقسام اسکے راویوں کے حالات انکی شرائط مرویات کی اقسام اور انکے متعلق چیزوں کا علم حاصل ہو۔

فائدہ: **الفوز بسعادة الدارین و معرفة الصحیح من غیرہ (و معرفة دلائل الاحکام الفقهیة فان غالبها مستمد من علم الحدیث۔** (ایضاً)

ترجمہ:۔ دنیا و آخرت کی کامیابی اور حدیث صحیح کا غیر صحیح سے امتیاز اور احکام فقہیہ کے دلائل کی معرفت اس لئے کہ اکثر احکام فقہیہ کا ماخذ علم حدیث ہے۔

اقوال :۔ نبی اقدس ﷺ کے اقوال چونکہ عربی زبان میں ہیں جو شخص عربی کلام کے حقیقت مجاز صریح کنایہ عام خاص مطلق مقید محذوف مضمر منطوق مفہوم اقتضاء النص ، اشارۃ النص ، عبارۃ النص ، دلالۃ النص ، تنبیہ اور اشارہ کو نہ سمجھتا ہو وہ اس علم میں کمال حاصل نہیں کرسکتا اسی طرح جو شخص نحو اور عربی محاورات کے استعمال سے واقف نہ ہو، لغت عرب کا استعمال صحیح نہ جانتا ہو اس کو بھی اس علم میں دسترس حاصل نہیں ہوسکتی۔

افعال :۔ افعال سے مراد وہ امور ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے صادر ہوئے اور ہمیں ان کی اتباع کا حکم دیا گیا۔ اس سے وہ امور جو آپ ﷺ نے طبعی طور پر کیے یا آپ ﷺ کے ساتھ خاص تھے وہ خارج ہو جائیں گے۔

علم حدیث کا موضوع :۔ ھو السند والمتن وقیل ذات رسو ل اللہ من حیث انہ رسو ل اللہ (کذا فی تدریب الراوی ص۹)

ترجمہ :۔ سند اور متن اسکا موضوع ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسکا موضوع نبی اقدس ﷺ کی ذات مبارکہ ہے اللہ کے رسول ہونے کی حیثیت سے۔ علامہ سیوطیؒ اور ان کے استاد علامہ محی الدین الکافیجیؒ نے پہلے قول کو ترجیح دی ہے۔

حدیث کی تعریف :۔ حدیث کی دو تعریفیں کی گئی ہیں۔

(۱) مایضاف الی النبی (تدریب الراوی ص۱۱)

ترجمہ :۔ جو نبی ﷺ کی طرف مضاف ہو۔ یعنی نبی اقدس ﷺ کے قول، فعل اور تقریر کو حدیث کہتے ہیں۔

(۲) علامہ طیبیؒ فرماتے ہیں "الحدیث اعم من ان یکون قول النبی او الصحابی و التابعی و فعلھم و تقریرھم (تدریب الراوی ص ۱۱)

ترجمہ:۔ حدیث عام ہے اسکا اطلاق نبی صحابی تابعی کے اقوال، افعال و تقریرات سب پر کیا جائے گا۔" دوصد کے قریب کتب کے مصنف مشہور مورخ فقیہ اصولی محدث علامہ سخاویؒ لکھتے ہیں و کذا آثار الصحابہ و التابعین وغیر ھم و فتاوھم مما کان السلف یطلقون علی کل حدیثا ۔

(فتح المغیث ص ۱۲ بحوالہ ابن ماجہ اور علم حدیث)

ترجمہ: اور اسی طرح اس تعداد میں (مکررات موقوفات کے علاوہ) صحابہؓ و تابعین کے فتاوی بھی داخل ہوتے ہیں کیونکہ ان میں سے ہر ایک کے لیے متقدمین حدیث کا لفظ استعمال کرتے تھے۔

دونوں تعریفوں میں سے آخر الذکر تعریف راجح نظر آتی ہے اس لیے کہ محدثین نے کتب حدیث میں جہاں نبی اقدس ﷺ کے اقوال و افعال و تقریرات کو ذکر کیا ہے حضرات صحابہ کرام اور تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اقوال و فتاوی جات کو بھی نقل کیا ہے۔ صرف اگر امام عبد الرزاقؒ اور امام ابو بکر بن ابی شیبہؒ کی مصنفات کو ہی دیکھ لیں تو ان دونوں حدیث کی کتابوں میں سترہ ہزار کے قریب صحابہؓ و تابعین کے اقوال و فتاوی وغیرہ مذکور ہیں۔

فائدہ:۔ اس تعریف کے اعتبار سے سیدنا امام اعظم ابو حنیفہؒ کے اقوال و فتاوی حدیث کے حکم میں ہوں گے۔ امام اعظمؒ کے اقوال کا منکر منکر حدیث ہوگا۔

حدیث قولی:۔جس حدیث میں نبی اقدس ﷺ کی بات منقول ہو مثلاً حدیث قال رسول اللہ ﷺ سے شروع ہورہی ہو۔

حدیث فعلی:۔حدیث فعلی اس حدیث کو کہتے ہیں جس میں نبی اقدس ﷺ کے کام کرنے یا نہ کرنے کا ذکر ہو مثلاً فعل رسول الله كذا او لم يفعل رسو ل الله كذا ہو۔

حدیث تقریری:۔حدیث تقریری اس حدیث کو کہتے ہیں جس میں اس بات کا ذکر ہو کہ نبی اقدس ﷺ کے سامنے کوئی کام کیا گیا مگر آپ ﷺ نے منع نہ فرمایا ہو مثلاً فعل بحضرة رسو ل الله ﷺ كذا ہو۔

حدیث اور خبر میں فرق

(۱)حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں 'الخبر عند علماء الفن مرادف للحديث"(شرح نخبۃ الفکر)

ترجمہ: علمائے فن کے نزدیک خبر حدیث کے مترادف ہے۔

پس اس اعتبار سے دونوں کا اطلاق مرفوع،موقوف اور مقطوع پر درست ہوگا۔

(۲)قيل الحديث ماجاء عن النبي و الخبر ما جاء عن غيره (ایضاً)

ترجمہ: کہا گیا ہے کہ حدیث تو وہ ہوگی جو نبی اقدس ﷺ سے منقول ہو اور خبر جو غیر سے منقول ہو۔

(۳)قيل بينهما عموم و خصوص مطلق فكل حديث خبر ولا عكس

کہا گیا ہے کہ دونوں کے درمیان عموم وخصوص کی نسبت ہے پس ہر حدیث خبر ہوگی ہر خبر کا حدیث ہونا ضروری نہیں۔

کچھ ابن تیمیہؒ کے بارے میں

مولانا محمد محمود عالم صفدر

حضرت مولانا ابو بکر غازی پوری حفظہ اللہ انڈیا کے چوٹی کے محققین میں سے ایک ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلک حقہ اہل السنۃ والجماعۃ کے دفاع کا کام جوان سے اس وقت لے رہے ہیں اس پر اگر یہ کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا کہ ہندو پاک میں ان کا کوئی ثانی نہیں ہے۔ آپ کے قلم میں اللہ تعالیٰ نے برکت رکھی ہے اور وقت میں بھی۔ تھوڑے سے وقت میں آپکے قلم سے ایسے ایسے قیمتی مضامین نکل آتے ہیں کہ میدانِ قلم و قرطاس کے بڑے بڑے شہسوار اس کی گرد کو بھی نہیں پا سکتے۔ موجودہ زمانہ میں غیر مقلدین بڑے زور وشور سے ائمہ اربعہ کی اتباع وتقلید سے راہ فرار اختیار کرتے اور ابن تیمیہؒ وابن قیمؒ کی اتباع وتقلید پر فخر کرتے نظر آتے ہیں۔ پھر طرفہ یہ کہ اکابر دیوبند جو کہ پاک وہند میں اہل السنۃ والجماعۃ کے صحیح ترجمان ہیں اس پر کیچڑ اچھالنا ایک معمول بن گیا ہے اور ان اسلام کے سپوتوں کے خلاف جو سامراج کو ناکوں چنے چبوائے ہیں اور یہ کوئی ایک آدھ دن کی بات نہیں ڈیڑھ صدی پر محیط ایک تاریخ ہے، ان سپوتان اسلام کے خلاف خبث باطن کا اظہار ہی سب سے بڑی خدمت دین اور عمل بالحدیث ٹھہرا ہے۔ اس لئے ضروری تھا کہ جس ابن تیمہؒ کی آڑ میں یہ فرقہ (غیر مقلدین) حق سے نبرد آزما ہے اس کے عقائد ونظریات پر ایک نظر ڈالی جائے اس سلسلہ میں ہم مولانا ابو بکر غازی پوری حفظہ اللہ تعالیٰ کے ایک مضمون ''کیا ابن تیمیہؒ علمائے اہل السنۃ میں سے ہے'' اپنے رسالہ میں قسط وار شائع کرنے کی سعادت حاصل کریں گے۔ قبل ازیں کہ ہم اس مضمون کو اپنے رسالہ کی زینت

بنائیں مولانا غازی پوری مدظلہ کا ایک اور مضمون ''کچھ حافظ ابن تیمیہؒ کے بارے میں'' شائع کرتے ہیں۔یاد رہے کہ حضرت کا یہ مضمون مجلّہ دو ماہی ''زمزم'' میں شائع ہو چکا ہے،ہم وہیں سے لے کر افادہ عام کے لیے شائع کرر ہے ہیں۔

(مولانا محمود عالم صفدر اوکاڑوی مدظلہ العالی)

محترم حضرت مولانا غازی پوری صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

خدا کرے جناب کا مزاج بخیر ہو،اطلاعاً عرض ہے کہ ارمغان حق جلد ثانی بھی بواسطہ مولوی عبدالقیوم مظاہری سلمہ پہنچ گئی۔ماشاءاللہ یہ جلد بھی پہلی جلد کی طرح غذائے روح جان ہے،اہم مسائل میں کیسی کیسی گتھیاں آپ نے سلجھائی ہیں،اور انداز بالکل عام فہم کہ کم پڑھے لکھے ہوے بھی حقیقتِ حال سے آگاہ ہو جائیں،بات سمجھنے میں ذرا بھی دشواری نہ کریں۔فجزاکم اللہ خیرا عنا وعن اھل السنة والجماعة۔

غرض تحریر یہ ہے کہ غیر مقلدین اور سلفی حضرات ابن تیمیہؒ کے بارے میں حد درجہ غلو کرتے ہیں،اور ان کو حق وباطل کا معیار قرار دیتے ہیں،ابن تیمیہؒ کے بارے میں آپ کا نقطہ نظر کیا ہے،واضح فرمائیں۔امید ہے کہ زمزم کی کسی قریبی اشاعت میں اس پر روشنی ڈالیں گے۔

والسلام

ناظم الدین رشیدی مظفر نگر، یوپی

زمزم! ارمغان حق کی جلد ثانی کے لئے لوگوں کا تقاضا شدید تھا، اللہ کا شکر ہے کہ وہ طبع ہوگئی اور لوگوں نے اس کے مضامین کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور اب وہ ہاتھوں ہاتھ لی جارہی ہے۔

میرے بارے میں جو آپ نے اظہار خیال کیا ہے وہ آپ کی محبت اور قدردانی کی بات ہے۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ میں بزرگوں اور اکابر کی باتوں کو اپنے انداز میں پیش کر دیتا ہوں، میری اپنی کوئی تحقیق نہیں ہوتی، میں صرف ناقل ہوتا ہوں۔

حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بارے میں دو طرح کے لوگ پائے جاتے ہیں، بعض تو وہ ہیں جو ان کو حق و باطل کا پیمانہ بنائے ہوے ہیں اور غلوّ سے کام لیتے ہیں، جیسا کہ آج کل سلفیوں اور غیر مقلدوں کا طبقہ ہے، اس طبقہ کے نزدیک وہی سچا اور پکا مسلمان اور اہل السنۃ ہے جو ابن تیمیہ کے عقائد اور ان کی علمی تحقیقات کو صحیح قرار دے۔ دوسرا طبقہ وہ ہے جو ابن تیمیہؒ کو اہل السنۃ والجماعۃ سے بھی خارج قرار دیتا ہے اور ان کو مجسمہ اور حشویہ قرار دیتا ہے۔

میرے نزدیک صحیح بات یہ ہے کہ حافظ ابن تیمیہؒ علم وکمالات میں بے نظیر تھے، کتاب وسنت کے بڑے عالم تھے، مگر جس طرح سے ہر عالم کی بات کو جوں کا توں قبول نہیں کیا جاتا اسی طرح ابن تیمیہؒ کی باتوں کو بھی کتاب وسنت اور متقدمین اکابر کے عقائد و اعمال کی میزان پر پرکھ کر قبول کیا جائیگا۔ نہ ابن تیمیہؒ کی ہر بات قابل رد ہوتی ہے اور نہ ان کی ہر بات قابل قبول ہوتی ہے، ان کا علم و فضل اپنی جگہ پر اور کتاب وسنت پر وسعت نظر اپنی جگہ پر مگر واقعہ یہ ہے کہ ابن تیمیہ

بعض جگہ پر بڑی فاش غلطی کرتے ہیں۔

ان کے افکار و معتقدات میں شذوذ پایا جاتا ہے، بعض باتیں جو اہل السنۃ والجماعۃ کے ہاں اجماعی ہوتی ہیں ابن تیمیہؒ اس کے خلاف جاتے ہیں اور شدت سے اس کا انکار کرتے ہیں۔ احادیث کے بارے میں بھی ان کا نقطہ نظر عجیب سا ہے کبھی تو وہ ضعیف سے ضعیف حدیث کو قبول کرتے ہیں اور کبھی صحیح حدیث کا رد کرتے ہیں ان کے ہاں تضادات کی بھرمار ہے، کبھی صوفیا کی تعظیم میں غلو کرتے ہیں، اور کبھی اکابر صوفیہ کی ہتک کر جاتے ہیں اور ان کے بارے میں بڑے سخت الفاظ استعمال کرتے ہیں، کبھی وہ مقلد نظر آتے ہیں اور کبھی غیر مقلد۔ غرض ابن تیمیہؒ بڑے عالم تھے مگر وہ حق و باطل کی میزان نہیں تھے کہ جو ان کے عقیدہ اور مسلک پر ہو وہ تو اہل حق اور اہل السنۃ شمار ہو اور جو ان سے اختلاف کرے وہ اہل باطل میں سے شمار ہو اور اہل السنۃ کی جماعت سے باہر ہو۔ میں نے جو کچھ اوپر عرض کیا ہے اسکی کچھ تفصیل ملاحظہ ہو۔

حافظ ابن تیمیہؒ کے بارے میں بعض اکابر علماء اہل السنۃ کی رائے

پہلے تو یہ معلوم کیجے کہ حافظ ابن تیمیہؒ کے بارے میں بعض اکابر اہل السنۃ کی رائے کیا تھی اور وہ ابن تیمیہؒ کو کس نگاہ سے دیکھتے تھے۔

علامہ ذہبیؒ اور ابن تیمیہؒ

حافظ ذہبیؒ ابن تیمیہؒ کے علم کے معترف تھے مگر ان کی یہ رائے تھی کہ ابن تیمیہؒ میں کبر اور عجب کا مرض تھا اور اکابر اہل السنۃ کے بارے میں وہ گستاخ اور

زبان دراز تھے، بہت سے اجماعی اور اتفاقی مسائل میں ابن تیمیہؒ کا مسلک اہل السنۃ کے مسلک سے الگ تھا، اپنے رسالہ غل العلم میں ابن تیمیہؒ کو خطاب کر کے کہتے ہیں۔

احذر الکبر و العجب بعلمك اے ابن تیمیہ کبر اور اپنے علم پر عجب اور فخر سے بچو۔

اسی رسالہ میں یہ کہتے ہیں کہ میری نگاہ نے ابن تیمیہؒ سے وسیع علم والا نہیں دیکھا لیکن اسکے باوجود لوگوں نے جو انکی تکفیر کی اور تکذیب کی تو اسکی وجہ کبر اور عجب اور ریاست حاصل کرنے کی شدید خواہش اور بڑوں کو حقارت سے دیکھنا ہے۔آگے چل کر حافظ ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ نے ابن تیمیہ پر ان کے مخالفوں کو ابن تیمیہ کے گناہوں کی وجہ سے مسلط کر دیا تھا۔

ماسلطهم الله بتقوهم وبجلالتهم بل بذنوبه یعنی اللہ نے ابن تیمیہؒ پر انکے مخالفوں کو انکے تقوی اور جلالت قدر کی بنا پر تسلط نہیں دیا تھا بلکہ ان پر غلبہ پانے کی وجہ ابن تیمیہ کے گناہ تھے۔

[اقتصار از غل العلم ص ۱۷]

حافظ ذہبیؒ جو ابن تیمیہؒ کے مخلص اور قدر داں تھے، جب انہوں نے دیکھا کہ ابن تیمیہؒ اکابر علماء دین کے بارے میں اور صوفیا کے بارے میں حد سے تجاوز کر رہے ہیں اور بہت سے اتفاقی اور اجماعی مسائل میں ان کی ڈگر اہل السنۃ سے الگ ہوتی جارہی ہے تو انہوں نے ابن تیمیہؒ کو ایک خط لکھا جس میں وہ فرماتے ہیں

یاخیبۃمن اتبعک فانہ معرض للذند قۃ و الا نحلال لاسیما اذا کان قلیل العلم و الدین باطو لیا شھوانیا۔۔۔فھل معظم اتباعک الاقعید م بوط خفیف العقل او عامی کذاب بلید الذھن او غریب و اجسم قوی المکراو کاشف صالح عدیم الفھم فان لم تصدقنی ففشھم و زنھم بالعد ل ۔

ترجمہ:۔اس شخص کی نامرادی پر افسوس جو تیری اتباع کرتا ہے اسلیے کہ اندیشہ ہے کہ وہ زندیق ہو جاے اور ملحد ہو جاے ،خاص طور پر جب کم علم بھی ہو دین بھی اسکا ناقص ہوشہوت پرست ہو... تیرے پیچھے چلنے والے بیشتر وہ ہیں جواپاہج ہیں اور رسی میں جکڑے ہوے ہیں، عقل کے کمزور ہیں یا وہ عامی کذاب اور بے وقوف ہیں ،یا سوکھی عقل والے ناسمجھ ہیں۔اگر تم کو میری بات کا یقین نہ ہوتو انکا حال معلوم کرو اور انصاف کے ترازو پر انکو رکھو۔

آگے چل کر حافظ ذہبیؒ لکھتے ہیں اے مسلمان آدمی جس نے اپنی شہوت کے گھوڑے کی لگام کو ڈھیل دی ہے تا کہ تو اپنی تعریف کرے کب تک تو اپنے نفس سے دوستی کرتا رہے گا اور نیک لوگوں سے دشمنی کرتا رہے گا ؟ کب تک تو اپنے نفس سے دوستی کرتا رہے گا اور ابرار وصالحین کو حقیر سمجھے گا؟ کب تک تو اپنے نفس کی بڑائی کرتا رہے گا اور اللہ کے بندوں کو کم تر سمجھے گا ؟ کب تک تو اسکو اپنا دوست بنائے گا اور اور اہل زہد کو مبغوض جانے گا؟ کب تک تو اپنی باتوں کی ناپسندیدہ انداز میں مدح سرائی کرتا رہے گا ؟ کاش تجھ سے بخاری مسلم کی احادیث محفوظ رہتیں ۔تو ہر

وقت صحیحین کی احادیث پر حملہ آور ہوتا ہے کبھی انکو ضعیف قرار دیتا ہے کبھی تو انکو باطل گردانتا ہے کبھی انکی تاویلیں کرتا ہے کبھی تو انکا انکار کرتا ہے کیا ابھی وقت نہیں آیا ہے کہ تو باز رہے؟ کیا ابھی وقت نہیں پہنچا ہے کہ تو توبہ وانابت کا اظہار کرے؟ تو ستر کی دہائی میں ہے اور موت کا وقت قریب آچکا ہے خدا کی قسم مجھے امید نہیں کہ تو موت کو یاد کرتا ہے۔ بلکہ جو لوگ موت کو یاد رکھتے ہیں تو انکی تحقیر کرتا ہے۔ مجھے امید نہیں کہ تو میری بات کی طرف توجہ دے گا اور میری نصیحت پر کان دھرے گا۔

حافظ ابن حجرؒ اور ابن تیمیہؒ

اب سنیے فتح الباری کے مولف اور خاتمۃ المحدثین حافظ ابن حجر عسقلانیؒ ابن تیمیہؒ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ حافظ ابن حجرؒ اپنی کتاب درر کامنہ میں ابن تیمیہؒ کا ترجمہ کچھ تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں

ابن تیمیہؒ کا کلام مفسرین کے طریقہ پر ہوتا تھا ساتھ میں فقہ اور حدیث کا ذکر بھی ہوتا تھا۔ وہ تھوڑی دیر میں کتاب وسنت اور لغت اور قیاس سے اتنا بیان کر دیتے تھے کہ دوسرا کئی مجلسوں میں بھی اتنا بیان نہیں کر سکتا تھا گویا کہ یہ سارے علوم انکی نگاہوں کے سامنے ہیں، ان میں سے جو چاہیں لے لیں اور جو چاہیں چھوڑ دیں اسی وجہ سے انکے ماننے والوں کو انکے بارے میں اتنا غلو پیدا ہوا اور ابن تیمیہؒ میں عجب پسندی پیدا ہوئی اور وہ چھوٹے بڑے، نئے پرانے علما کا رد کرنے لگے اور اپنے آپ کو مجتہد سمجھ لیا، حتی کہ حضرت عمرؓ تک پہنچ گئے اور انکی کچھ مسائل میں غلطیاں نکالیں اور حضرت علیؓ کے بارے میں فرمایا کہ انہوں نے سترہ مسائل میں غلطیاں

کی ہیں اور کتاب اللہ کی نص کے خلاف کیا ہے۔اشاعرہ کی برائی بیان کرتے تھے امام غزالیؒ کو برا بھلا کہا۔انہوں نے اپنے رسالہ الحمویہ والواسطیہ اور دوسرے رسائل میں اللہ تعالی کے لیے ہاتھ،قدم، پنڈلی اور چہرہ ثابت کیا اور کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی حقیقی صفات ہیں اور اللہ تعالیٰ عرش پر اپنی ذات کے ساتھ مستوی ہے۔ جب ابن تیمیہؒ سے کہا گیا کہ اس سے تو اللہ تعالیٰ کے لیے حیز ہونا اور اللہ کا منقسم ہونا لازم آتا ہے جو جسم کی صفات ہیں تو انہوں نے اسکا جواب دیا کہ میں اسکو نہیں مانتا کہ تحیز اور انقسام جسم کے خواص میں سے ہیں، بعض بزرگوں نے ابن تیمیہؒ کو زندیق قرار دیا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے حضور ﷺ سے توسل کا انکار کیا ہے جو حضور ﷺ کی عظمت کے خلاف ہے اور اسمیں آپ ﷺ کی تنقیص ہے۔حضرت علیؓ کے بارے میں ابن تیمیہؒ کا کہنا تھا کہ انکا قتال کرنا ریاست کے حصول کے لیے تھا، اسکی بنیاد دین داری پر نہ تھی۔حضرت عثمانؓ کے بارے میں ابن تیمیہؒ نے کہا کہ وہ مال سے محبت کرتے تھے، حضرت ابوبکرؓ کے بارے میں ابن تیمیہؒ کا تبصرہ تھا اسلم شیخا لایدری ما یقول یعنی ابوبکرؓ بڑھاپے میں ایمان لائے تھے انکی زبان سے کیا نکلتا تھا اسکا انکو پتہ نہیں تھا۔حضرت علیؓ کے بارے میں ابن تیمیہؒ کا تبصرہ تھا کہ وہ صغر سنی اور کم عمری میں ایمان لائے تھے اور بعض قول کے مطابق بچے کا ایمان درست نہیں ہے

[دررکامنہ لحافظ ابن حجرؒ عسقلانی ص ۱۵۰ ج ۱]

امام تقی الدین سبکیؒ اور ابن تیمیہؒ

امام اجل حافظ تقی الدین السبکیؒ اپنی کتاب السیف الصقیل ص ۱۷ میں فرماتے ہیں

پھر ساتویں صدی کے اواخر میں ایک شخص پیدا ہوا جو صاحب فضل، ذہین اور وسیع معلومات والا تھا۔ اس کا کوئی ایسا شیخ نہیں تھا جو اسکی راہنمائی کرے اسمیں جسارت بہت تھی اپنی جسارت کی وجہ سے شاذ مسائل کو اختیار کرتا اور اسکو ثابت کرتا ،مثلاً اسکا عقیدہ تھا کہ اللہ کی ذات کے ساتھ حوادث کا قیام ہوسکتا ہے اور عالم قدیم ہے۔ اور گزشتہ زمانے میں زمانہ کی طرح تسلسل محال نہیں ہے اس نے مسلمانوں میں فساد پیدا کیا اور مسلمانوں کو عقائد کے بارے میں تشویش میں ڈالا۔ اور انکے درمیان فساد پیدا کیا ،اسکی جرأت یہاں تک پہونچی کہ اس نے حضور ﷺ کی زیارت کے لئے سفر کرنے کو معصیت قرار دیا اور یہ کہا کہ اکٹھی تین طلاق واقع نہیں ہوتی ہیں اور یہ کہا کہ اگر کسی نے اپنی بیوی کو طلاق دینے کی قسم کھائی اور وہ قسم پوری نہیں کر سکا تو اسکی بیوی کو طلاق نہیں پڑے گی۔'' [السیف الصقیل ۱۷]

اختصاراً میں نے صرف اسلام کی تین عظیم القدر اور متفق علیہ شخصیتوں کا ابن تیمیہؒ کے بارے میں تبصرہ نقل کیا ہے۔ یہ تینوں وہ عظیم شخصیات ہیں جن پر تمام اہل السنۃ والجماعۃ کو اعتماد ہے۔ انکے تبصروں سے ابن تیمیہؒ کے بارے میں بہت کچھ جانا جاسکتا ہے۔ آج کل کے سلفیوں کا عقیدہ ہے کہ جو ابن تیمیہؒ کا مخالف ہے وہ شیطان کے گروہ کا آدمی ہے۔

[مقدمہ اقتضاء الصراط المستقیم]

ابن تیمیہؒ اور علم حدیث

ابن تیمیہؒ کہتے ہیں **وکل حدیث فیہ ان محمد ارأی ربہ بعینہ فی الارض فھو کذب ۔۔۔و کذلک الحدیث الذی رواہ اھل العلم انہ قال رئیت ربی فی صورۃ کذا و کذا یروی من طریق ابن عباس۔**

[الوصیۃ الکبری ص۴۴]

ترجمہ: یعنی وہ ساری روایات جن میں ہے کہ محمد ﷺ نے اس دنیا میں اپنے رب کو اپنی آنکھ سے دیکھا وہ جھوٹی ہیں، اسی طرح حضرت ابن عباسؓ والی حدیث بھی جھوٹی ہے جس میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے رب کو ایسی شکل میں دیکھا۔

حالانکہ ابن عباسؓ والی روایت کو محدثین نے صحیح قرار دیا ہے۔امام ترمذی فرماتے ہیں **ھذاحدیث حسن صحیح سالت محمد بن اسماعیل عن ھذا الحدیث فقال حسن صحیح** ۔ یعنی یہ حدیث حسن صحیح ہے اور میں نے امام بخاری سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بھی کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔امام احمدؒ اور امام ابن خزیمہؒ نے بھی اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

اسی رسالہ میں ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں **وثبت ذلک فی صحیح مسلم عن النواس بن سمعان عن النبی ﷺ انہ ذکر الدجال فقال الخ** یعنی صحیح مسلم میں نواس بن سمعان کے طریق سے نبی ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے دجال کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا الخ ...

حالانکہ صحیح مسلم میں نواس بن سمعان کا ذکر اس حدیث کی سند میں نہیں ہے بلکہ حضور ﷺ سے جس صحابی نے اسکو نقل کیا ہے اسکا ذکر مبہم ہے بعض اصحاب الرسول الله کا لفظ ہے، حافظ ابن حجرؒ تقریب میں فرماتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ وہ ابوامامہؓ ہیں۔

ابن تیمیہؒ نے اس رسالہ میں یہ حدیث ذکر کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ما بین خلق آدم الی قیام الساعة فتنة اعظم من الدجال یعنی حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے لے کر قیامت تک دجال سے بڑا کوئی فتنہ نہیں ہے اس حدیث کو امام احمدؒ نے ذکر کیا ہے اصل حدیث میں فتنہ کا لفظ نہیں ہے بلکہ یہ الفاظ ہیں امرا اعظم من الدجال۔

ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں و فی المسانید و السنن ان النبی ﷺ قال للعباس لما شکا الیه جفوة قوم لهم ، قال والذی نفسی بیده لا ید خلون الجنة حتی یحبو کم من اجلی ۔ یعنی مسانید وسنن میں ہے کہ حضرت عباسؓ نے آپ ﷺ سے ان لوگوں کے غلط برتاؤ کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے حضرت عباسؓ سے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے لوگ جنت میں نہیں داخل ہوں گے تا آنکہ تم سے میری وجہ سے محبت نہ کریں۔

حضور ﷺ کی طرف جن الفاظ کی ابن تیمیہؒ نے نسبت کی ہے و الذی نفسی بیده سے اخیر تک اسکا پتہ احادیث کی کتابوں میں نہیں چلتا یہ حدیث دوسرے الفاظ کے ساتھ حدیث کی کتابوں میں ہے، ان الفاظ کے ساتھ کسی حدیث

کی کتاب میں سراغ نہیں لگتا۔ان چند مثالوں سے معلوم ہوا کہ ابن تیمیہؒ احادیث رسول ﷺ کے بارے میں غیر محتاط تھے۔

ابن تیمیہؒ کا ضعیف احادیث سے استدلال

ہمارے سامنے ابن تیمیہؒ کا چند صفحات پر مشتمل رسالہ الوصیۃ الکبری ہے اس چھوٹے سے رسالے میں انہوں نے ضعیف احادیث سے استدلال کرر کھا ہے جب کہ اس رسالہ میں ابن تیمیہؒ نے دین کے اصولی اور اساسی واعتقادی مسائل کو بیان کیا ہے۔ابن تیمیہؒ نے ایک حدیث ذکر کی ہے۔مر النبی ﷺ بابی موسیٰ رضی اللہ عنہ وھو یقراء فجعل یستمع لقرائتہ فقال یا ابو موسی مررت بك البارحة فجعلت استمع قراء تك فقال لو علمت لحبرت لك تحبیرا ۔ترجمہ:۔حضرت ابوموسیٰؓ کے پاس سے حضور ﷺ کا گذر ہوا حضرت ابوموسیٰؓ قرآن کی تلاوت کرر ہے تھے،تو حضور ﷺ نے انکی قرات کوغور سے سنا، پھر صبح کے وقت ان سے فرمایا کہ ابوموسیٰؓ میں گذشتہ شب تمہارے پاس سے گذرا تو میں نے تمہاری قرات کو سنا تو حضرت ابوموسیٰؓ نے فرمایا کی اگر مجھے اسکا پتہ چلا ہوتا تو آپ ﷺ کے لئے اور اچھا کر کے پڑھتا۔اس حدیث کے بارے میں رسالہ کے محقق (محمد بن حمد الحمود) کا کہنا ہے ضعیف یعنی یہ حدیث ضعیف ہے ۔ابن تیمیہؒ نے حضرت عدی بن حاتمؓ کی حدیث ذکر کی ہے "میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ بنی اسرائیل تو اپنے علماء کی پوجا نہیں کرتے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں وہ انکی پوجا نہیں کرتے تھے مگر انکے حرام کو حلال قرار دیتے اور یہ لوگ

ان کی بات مانتے اور حلال کو حرام کرتے اور یہ لوگ انکی اطاعت کرتے۔ اس رسالہ کے محقق کا کہنا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ اس چھوٹے سے رسالہ میں دسیوں ضعیف احادیث سے ابن تیمیہؒ نے استدلال کیا ہے۔

احادیث کے بارے میں ابن تیمیہؒ کے اوہام

ابن تیمیہؒ کو احادیث کے بارے میں وہم بھی بہت لگتا تھا۔ اسی رسالہ میں اسکی کئی مثالیں ہیں نمونہ کے طور پر دو مثالیں ذکر کرتا ہوں۔ سورۃ فاتحہ کے بارے میں ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: **اعطیھا النبی ﷺ من کنز تحت العرش** ۔ یعنی سورۃ فاتحہ ہمارے نبی ﷺ کو عرش کے تحت کے خزانہ سے دی گئی ہے۔ اس رسالہ کے محقق کا کہنا ہے **وھم رحمه الله فان التی اعطیھا من کنز تحت العرش ھما الآیتان من آخر سورۃ البقرۃ کما جاء فی مسلم** یعنی اللہ تعالیٰ ابن تیمیہؒ پر رحم فرمائے انکو وہم ہوا ہے۔ جو آیت حضور ﷺ کو تحت العرش کے خزانہ سے دی گئی تھی وہ سورۂ بقرہ کے اخیر کی دو آیتیں ہیں جیسا کہ مسلم شریف میں ہے۔

ایک جگہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں **و قد روی البخاری فی صحیحه عن ابن عمر رضی الله عنه ان النبی ﷺ قال اول جیش یغزو القسطنطنیة مغفور له** ۔ یعنی امام بخاری نے صحیح بخاری میں حضرت ابن عمرؓ کی یہ حدیث ذکر کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ پہلا جو لشکر قسطنطنیہ کو فتح کرے گا وہ مغفور لہ ہوگا۔ ابن تیمیہؒ نے اس حدیث کو حضرت ابن عمرؓ کی حدیث بتایا ہے یہ انکا شدید وہم ہے، یہ حدیث حضرت ابن عمرؓ کی نہیں بلکہ اسکے راوی حضرت عمیر بن

الاسودؓ ہیں۔اور پھر جن الفاظ کے ساتھ ابن تیمیہؒ نے اس حدیث کو ذکر کیا ہے بخاری شریف میں وہ الفاظ بھی نہیں ہیں۔بخاری شریف کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔اول جیش من امتی یغزون البحر قد اوجبوا ۔دیکھیے بخاری کی حدیث کے الفاظ کیا ہیں اور ابن تیمیہؒ نے اس کو کن الفاظ سے ذکر کیا ہے، یہ انکا دوسرا وہم ہے۔میں یہ مثالیں اس رسالہ سے دے رہا ہوں جو چند صفحات کا ہے میں نے ابن تیمیہؒ کی ضخیم کتابوں کو ہاتھ نہیں لگایا۔ورنہ صرف انکے فتاویٰ سے اس قسم کے اوہام اور احادیث میں غلطیوں اور ضعیف احادیث سے استدلال اور صحیح احادیث کو مردود قرار دینے کی بہت سی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔وفی ذلک کفایة لمن له بصیرة و هدایة

عظمتِ صحابہ کرامؓ اور غیر مقلدین

محمد عمران صفدر مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ اسلام جو ایک عالمگیر دین ہے اسکو ساری دنیا میں پھیلانے کا سہرا اہل السنۃ والجماعۃ احناف کے سر رہا اور کوئی فرقہ اس عالمگیر حیثیت کو پا ہی نہیں سکا۔ پوری دنیا اور خصوصاً ہندوستان میں خدا کے قرآن ،رسول اقدس ﷺ کی مقدس تعلیمات اور فقہ اسلامی کی نشر واشاعت اسی جماعت کی مرہون منت ہے۔اوران مقدس ہستیوں کے ہاتھوں پر جن لاکھوں کافروں نے اسلام قبول کیا وہ بھی اہل السنۃ والجماعۃ حنفی ہی کہلائے۔اس حقیقت کا اعتراف نواب صدیق حسن خان نے یوں فرمایا ''خلاصہ حال ہندوستان کے مسلمانوں کا یہ ہے کہ جب سے یہاں اسلام آیا ہے چونکہ اکثر لوگ بادشاہوں کے طریقے اور مذہب کو پسند کرتے ہیں اس وقت سے لے کر آج تک یہ لوگ مذہب حنفی پر قائم رہے اور ہیں۔اسی مذہب کے عالم اور فاضل ،قاضی اور مفتی اور حاکم ہوتے رہے ہیں۔'' (ترجمان وہابیہ ص۱۰)

سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کی جلالتِ قدر اور عظمتِ شان کے لیے یہ ہی کافی ہے کہ وہ تابعیت کے عظیم دینی اور روحانی شرف کے حامل ہیں۔ امام اعظمؒ کی یہ ایک ایسی فضیلت ہے جس نے انہیں فقہاء محدثین میں اسناد عالی کی حیثیت سے ممتاز کر دیا۔یہ ایک ایسی فضیلت ہے جن میں دوسرے ائمہ متبوعین

(امام مالک ؒ م ۱۷۷ھ، امام شافعی م ۲۰۴ھ اور امام احمد بن حنبل ؒ م ۲۴۱ھ) بھی شریک نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ امام صاحب کی قبر مبارک کو نور سے روشن کردے۔

﴿ والسابقون الاولون من المھاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضوعنہ واعدلھم جنت تجری تحتھا الانھار خلدین فیھا ابدا ذلک الفوز العظیم ﴾

(سورۂ توبہ)

ترجمہ: اور جو مہاجرین وانصار (ایمان لانے میں سب سے) سابق اور مقدم ہیں اور (بقیہ امت میں) جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ انکے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا، اور وہ سب اللہ سے راضی ہوے اور اس نے ان کے لیے ایسے باغات تیار کرر کھے ہیں جس کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں اور وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے۔

جن ہستیوں کی اخلاص کے ساتھ پیروی پر اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ کیا ہے انہی عظیم شخصیات سے امام اعظم ؒ نے فیض پایا۔ سید البشر ﷺ اور انبیاء کرام کے بعد دنیائے انسانیت میں اگر کوئی مقدس جماعت ہے تو وہ صحابہ ؓ کی معزز جماعت ہے۔ جو عشق نبی ﷺ سے سرشار تھی۔ وحی الہی کی روشنی میں جسکی تربیت ہوئی، رسالت مآب ﷺ نے جنکا تزکیہ فرمایا، نور نبوت کی براہ راست روشنی ملی جسکی ادنی سی جھلک بھی اگر پڑ گئی تو دل مجلّی ہو گئے۔ صحابہ ؓ وہ لوگ ہیں جن پر آفتاب نبوت کی کرنیں براہ راست پڑیں انکی نگاہوں نے جمال رخ اقدس ﷺ کا براہ راست مشاہدہ کیا۔ انکے کانوں نے آپ ﷺ کی شیریں آواز سنی۔ صحابہ کرام ؓ کو اللہ تعالیٰ نے

حضور ﷺ کی محبت اور شریعت الٰہیہ کو عام کرنے اور دعوت توحید وسنت کو پھیلانے کے لیے چن لیا تھا۔ صحابہ کرامؓ کی فضیلت میں جو کچھ قرآن وحدیث میں وارد ہوا ہے اسکا ایک مختصر سا نمونہ پیش کرتا ہوں۔

سب سے پہلے یہ جاننا چاہیے کہ صحابی کسے کہتے ہیں۔

صحابی کی تعریف:

علامہ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں: **اصح ما وقفت علیہ من ذلك ان الصحابی من لقی النبی ﷺ مؤمنا به و مات علی الاسلام فید خل فیه من لقیه من طالت مجا لسته او قصرت ومن روی عنه اولم یرو ومن غزا معه او لم یغز ومن راه رؤیة ولو لم یجالسه ومن لم یر ه لعارض**

(الاصابہ ج ا ص ۷)

ترجمہ: صحابی کی تعریف میں صحیح تر بات جس سے میں واقف ہوا وہ یہ ہے کہ صحابی اسے کہیں گے جس نے آنحضرت ﷺ سے بحالت ایمان ملاقات کی ہو اور اسکا خاتمہ اسلام پر ہوا ہو، آپ ﷺ سے ملاقات کرنے والوں (صحابہ) میں اسکا بھی شمار ہے جس کی مجالست آپ ﷺ کے ساتھ زیادہ رہی ہو اور اسکا بھی جسے اسکا کم موقعہ ملا ہو، وہ بھی جو آپ ﷺ سے روایت کرنے والا ہو، اور وہ بھی جس نے آپ ﷺ سے روایت نہ کی ہو، وہ بھی جس نے آپ ﷺ کے ساتھ جہاد کیا ہو اور وہ بھی جسے اسکا موقع نہ مل سکا ہو، وہ بھی جس نے ایک نظر آپ ﷺ کو

دیکھا ہو اور اسے آپ ﷺ کی مجالست حاصل نہ ہو سکی ہو، اور وہ بھی جو آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا ہو لیکن کسی عارض (مثلاً نابینا ہونے) کی وجہ سے آپ ﷺ کا چہرہ اقدس نہ دیکھ سکا ہو۔

اور اسی سے ملتے جلتے اقوال حافظ خطیب بغدادی نے روایت کیے ہیں ۔ملاحظہ ہو الکفایہ فی علوم الروایہ ص ۵۱

آیت نمبر ۱۔ والسابقون الاولون الآیۃ یہ آیت مع ترجمہ پہلے ذکر کی جا چکی ہے یہ آیت مہاجرین وانصار کے متبوع ومقتدی ہونے کی حیثیت بتاتی ہے کیونکہ جو لوگ اعمال حسنہ میں انکی پیروی کریں گے تو وہ بھی جنات النعیم میں ابدیت اور فوز عظیم سے ہم کنار ہو گے۔

آیت نمبر ۲۔ ھو اجتبکم وما جعل علیکم فی الدین من حرج ملة ابیکم ابراھیم ھو سماکم المسلمین من قبل و فی ھذا لیکون الرسول شھیداً علیکم و تکونوا شھداء علی الناس (سورۂ حج)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے تم کو چن لیا اور اس نے تمہارے لیے دین میں کوئی تنگی نہیں پیدا کی تمہارے والد ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے انہوں نے تمہارا نام مسلمان پہلے سے رکھا اور یہ نام اس قرآن میں بھی ہے تاکہ رسول تمہارے اوپر گواہ ہو اور تم لوگوں پر گواہ ہو۔

یہ آیت صاف بتا رہی ہے کہ خداوند قدوس نے صحابہ کرامؓ کو اپنے رسول کی صحبت و معیت کے لیے خود چنا تھا۔صحابہ کے مقام کا اندازہ کون لگا سکتا ہے؟

آیت نمبر۳۔لایستوی منکم من انفق من قبل الفتح و قاتل اولئک اعظم درجة من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا و کلا وعد اللہ الحسنی واللہ بما تعملون خبیر (سورة الحدید)

ترجمہ:۔جولوگ فتح مکہ سے پہلے (فی سبیل اللہ) خرچ کر چکے اور لڑ چکے وہ ان سے اونچے درجے والے ہیں جنھوں نے فتح مکہ کے بعد خرچ کیا اور قتال کیا ہے اور ان میں سے ہر ایک کے لیے اللہ نے جنت کا وعدہ کیا ہے اور اللہ کو تمہارے سب اعمال کی پوری خبر ہے۔قاضی ثناءاللہ صاحب پانی پتیؒ اس آیت کے تحت اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

یہ آیت اس باب میں بالکل صریح ہے کہ سارے صحابہؓ پہلے کے ہوں یا بعد کے سب سے اللہ نے حسنیٰ یعنی جنت کا وعدہ کیا ہے۔

آیت نمبر۴۔ومن یشاقق الرسول من بعدتبین له الهدی و یتبع غیر سبیل المومنین نوله ما تولی و نصله جهنم و ساء ت مصیرا (سورة النساء)

ترجمہ:۔"اور جو شخص سیدھا راستہ معلوم ہونے کے بعد پیغمبر کی مخالفت کرے اور مومنین کے راستے کے سوا اور راستہ چلے تو جدھر وہ چلتا ہے ہم اسے ادھر ہی چلنے دیں گے اور (قیامت کے دن) جہنم میں داخل کر دیں گے اور وہ بری جگہ ہے۔"مومنین کی پہلی اور افضل جماعت صحابہ کرامؓ کی جماعت ہے،اس آیت میں صحابہ کے راستے سے ہٹنے والے کا ٹھکانہ جہنم بتایا گیا ہے۔اس آیت سے صحابہؓ کی

پیروی بھی ضروری ثابت ہوتی ہے۔

ان آیات میں صحابہ کا مقام رفیع واضح ہے کہ یہ متبوع ومقتدیٰ ہیں۔ان مقدس شخصیتوں کی اتباع کرنے والے بھی فوز عظیم سے ہمکنار ہوں گے۔اللہ تعالیٰ نے بلاتخصیص سارے صحابہ سے جنت کا وعدہ کیا ہے۔انہیں بہترین جماعت کا خطاب دیا گیا ہے،اس جماعت کی مخالفت کرنے والے کو جہنمی بتایا گیا ہے ان کے ایمان کو معیار اور کسوٹی قرار دیا گیا ہے۔اسکے علاوہ بے شمار آیات میں صحابہ کرامؓ کی عظمت ورفعت واضح کی گئی ہے۔اس کے علاوہ بہت سی احادیث میں بھی صحابہؓ کا مقام اور شان بیان کی گئی ہے۔اختصار کے طور پر صحابہؓ کے فضائل میں کچھ احادیث پیش کرتا ہوں۔

حدیث نمبر ۱۔حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کا سب سے بہتر طبقہ وہ ہے جو میرے ساتھ ہے (صحابہ کرامؓ) پھر وہ ہے جو ان کے ساتھ ہے (تابعین) پھر وہ ہے جو ان کے ساتھ ہے (تبع تابعین)۔پھر ایسے لوگ آئیں گے جن کی گواہی قسم سے پہلے اور قسم گواہی مانگنے سے پہلے واقع ہوگی (یعنی بلاوجہ قسم کھائیں گے اور جھوٹ بولیں گے)۔

[مسلم شریف ص ۳۰۹ ج ۲]

حدیث نمبر ۲۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہؓ کو برا بھلا نہ کہنا کیونکہ تم میں سے اگر کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا اللہ کے راستے میں خرچ کرے تو وہ ثواب میں صحابہؓ کے ایک

کی بنیاد پر سب لوگ اس فرقہ سے نفرت کرتے ہیں۔

کتے، پیشاب اور خنزیز کے بارے میں غیر مقلدین کا موقف

(الف) مشہور غیر مقلد عالم نواب صدیق خان بھوپالی کے صاحبزادے اور مشہور غیر مقلد مصنف نور الحسن خان لکھتے ہیں "آدمی کا پاخانہ اور اس کا پیشاب ناپاک ہے۔لیکن دودھ پیتے بچے کا پیشاب اور کتے کا لعاب پاک ہے (النہج المقبول" ۲۰ مطبع شاہجہانی بھوپال)

(ب) مشہور غیر مقلد مصنف اور ان کے مایہ ناز عالم جناب وحید الزمان لکھتے ہیں "مچھلی کا خون پاک ہے اور اسی طرح کتا اور اس کا لعاب ہمارے محققین علماء کے نزدیک پاک ہے (نزل الابرار ج اص ۳۰، سعید المطابع بنارس ۱۳۲۸ھ)

(ج) مشہور غیر مقلد عالم نواب صدیق حسن خان بھوپالی مجتہدانہ انداز میں لکھتے ہیں "جس حدیث میں کتے کے جھوٹے پانی کو ناپاک کہا گیا ہے وہ حدیث کتے کے گوشت، اس کی ہڈی، اس کے خون، اس کے بال اور اس کے پسینہ کی نجاست پر دلالت نہیں کرتی۔ بلکہ نجاست کا حکم صرف اس کے جھوٹے پانی کے ساتھ مخصص ہے اور قیاس کی بنیاد پر ان چیزوں کو بھی ناپاک قرار دینا بہت بعید ہے (بدور الاہلہ ص ۱۶)

(د) جناب وحید الزمان لکھتے ہیں "اور تمام جانوروں کے جھوٹے پانی کا یہی حکم ہے سوائے کتے اور خنزیر کے جھوٹے پانی کے کہ اس میں دو قول ہیں اور زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ کتے اور خنزیر کا جھوٹا پانی ناپاک ہے (نزل الابرار ج اص ا)

(ھ) علامہ مذکورہ اپنی محققانہ بصیرت کو بروئے کار لاتے ہوئے کتے کی بابت لکھتے ہیں "اگر کتا پانی میں گر گیا اور پانی کا کوئی وصف نہیں بدلا تو پانی فاسد نہیں ہوگا۔ اگرچہ وہ پانی اس کے منہ کو بھی لگ گیا ہو اور اسی طرح کتا اپنا جسم جھاڑے اور اس کے چھینٹے کپڑا پر پڑیں یا جسم کے عضو پر پڑیں تو وہ ناپاک نہیں۔ چاہے اس عضو کو کتے کا لعاب بھی لگ جائے۔ نیز

بلکہ آدھ مد جو کے خرچ کے ثواب کو بھی نہ پا سکے گا۔

[متفق علیہ واللفظ لمسلم ص ۳۱۰ ج ۲]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہؓ کے مقام کو کوئی نہیں پہنچ سکتا۔

حدیث نمبر ۳۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ بے شک بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹ گئے اور میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی ایک جماعت کے سوا سب جہنم میں جائیں گے، صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ وہ جماعت کونسی ہوگی تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ جماعت ہے جس پر میں اور میرے صحابہؓ ہیں۔ [مشکوۃ شریف]

حدیث نمبر ۴۔ حضرت عرباض بن ساریہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اے لوگو! تم پر لازم ہے کہ میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء (ابو بکرؓ عمرؓ عثمانؓ اور علیؓ) کی سنن کی پیروی کرو ان کو خوب تھام لو بلکہ ڈاڑھوں کے ساتھ مضبوطی سے پکڑ لو۔

[مشکوۃ ص ۳۰، ابوداود، الترمذی، ابن ماجہ، النسائی]

اس روایت سے معلوم ہوا کہ خلفاء راشدین وصحابہ کرامؓ کا عمل حجت ہے اور ان کی سنت اختیار کرنا ضروری ہے۔ مگر کچھ لوگ ہیں جو مقام صحابہؓ کو نہیں سمجھ سکے اور تقلید کا ہار اپنے گلے سے اتار دیا اور راہ ہدایت سے دور ہو گئے غیر مقلدین کے پیشواؤں نے صحابہؓ کے اقوال وافعال کو حجت ماننے سے انکار کر دیا۔

[۱] نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں ”صحابیؓ کا فعل حجت بننے

کی صلاحیت نہیں رکھتا۔'' [التاج المکلل ص۲۹۲]
غور کریں کہ کس طرح رافضیت کا راستہ ہموار کرنے کی سنجیدگی سے ناپاک جسارت کی جارہی ہے ۔رافضیوں نے صحابہؓ کے ایمان کو غیر معتبر قرار دیا اور چھوٹے رافضیوں (غیر مقلدین) نے صحابہؓ کے افعال واقوال کو حجت ماننے سے انکار کر دیا۔

اعوذ باللہ من شرور الغیر مقلدین

[۲] نواب نور الحسن خان لکھتے ہیں ''اصول میں یہ بات طے ہو گئی ہے کہ صحابیؓ کا قول حجت نہیں'' [عرف الجادی ص۱۰۱]

صحابہؓ کا راستہ اور ہے غیر مقلدین کا راستہ اور ہے۔

[۳] غیر مقلدوں کے شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین خان لکھتے ہیں۔صحابہؓ کے افعال سے استدلال نہیں کیا جا سکتا۔

[فتاویٰ نذیریہ ص۱۹۶ ج۱]

اس سے ثابت ہوا کہ غیر مقلدین کے نزدیک اقوال وافعال صحابہؓ سے استدلال نہیں کر سکتے ۔انشاء اللہ اگلی قسط میں مزید حوالے غیر مقلدین کے پیش کے جائیں گے کہ غیر مقلد صحابہ کرامؓ کے گستاخ اوران کے راستے سے ہٹے ہوئے ہیں۔

***

فقہ اور فقہاء قرآن و حدیث کی روشنی میں

محمد اللہ دتہ بہاولپوری متخصص مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد

اللہ تبارک وتعالی نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ما اتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا (الحشر) اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام پر وہ طریق واضح فرمایا ہے جس پر عمل کر کے کامیابی حاصل کی جا سکتی ہے یعنی قرآن اور حدیث۔ جو دین کی اساس ہیں ان میں سے ناسخ پر عمل کرو اور منسوخ کو چھوڑ دو۔ قرآن پاک کی وہ آیات جو منسوخ ہو چکی ہیں انکو چھوڑ دینا اتنا ہی ضروری ہے جتنا ناسخ پر عمل ضروری ہے۔ قرآن مجید میں ایسی آیات موجود ہیں جن پر عمل کرنے کا حکم منسوخ ہو چکا ہے مثلاً لاتقربوا الصلاۃو انتم سکاری اور ایسے احکام موجود ہیں جن کی آیات کی تلاوت منسوخ ہو چکی ہے مثلاً آیت رجم اگرچہ زانی کو سنگسار کرنے کا حکم موجود ہے مگر آیت قرآن میں نہیں۔ اسی طرح حال ہے احادیث مبارکہ کا کتب احادیث میں بہت سی ایسی احادیث بھی ملتی ہیں جن پر عمل کا حکم منسوخ ہو چکا ہے اور وہ احادیث بھی ملتی ہیں جن کے ذریعے دوسری احادیث کو منسوخ قرار دیا جا چکا ہے ان کو ناسخ کہتے ہیں۔ ان ناسخ اور منسوخ کا تفصیلی علم عام آدمی کو نہ ہونے کی بنا پر عام آدمی سوچنے پر مجبور ہے کہ وہ قرآن اور حدیث پر کس طرح عمل کرے۔ اس مسئلہ کو خود اللہ تبارک وتعالیٰ نے اور نبی پاک ﷺ نے حل فرما دیا ہے۔

۱۔ فلو لا نفر من کل فرقة منهم طائفة لیتفقهو ا فی الدین (التوبه)

۲۔و لو ردوه الی الرسول و الی اولی الامر منهم لعلمه الذین یستنبطو نه منهم (النساء)

قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں درج ذیل امور کا حکم دیا ہے

۱۔اللہ تعالیٰ نے دین کی سمجھ کے لیے ہمیں فقہا کی طرف رجوع کا حکم دیا ہے۔

۲۔شیطان سے بچنے کے لئے اہل استنباط یعنی فقہاء ومجتہدین کی تقلید کا حکم دیا۔

قرآن کے بعد نبی پاک ﷺ نے اپنی احادیث مبارکہ کے ذریعہ اسی قرآنی حکم کو مزید واضح فرمادیا۔

حدیث نمبرا:عن معاویہؓ قال النبی ﷺ من یرد الله به خیر ا یفقهه فی الدین [مشکوۃ ص۳۲ ج ۱،بخاری ج اص۱۶]

حدیث نمبر۲۔عن ابی هریرةؓ قال قا ل رسول الله ﷺ خصلتان لا یجتمعان فی منافق حسن سمت و الفقه فی الدین [ترمذی]

حدیث نمبر۳۔عن ابن عمرؓ قال النبی ﷺ افضل العبادةالفقه [الجامع الصغیر]

حدیث نمبر۴۔عن ابی هریرةؓ قال قال رسول الله ﷺ جاء اهل الیمن هم ارق افئدة الایمان یمان و الفقه یمان و الحکمة یمانیة [مسلم ج ا ص ۵۳]

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں اے فقہاء کے گروہ تم طبیب ہو اور ہم دواخانے والے

(پنساری)۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ فقہاء حدیث کے معنی کو ہم سے زیادہ جانتے ہیں۔ مذکورہ احادیث میں نبی ﷺ نے فقہ اور فقہاء کی تعریف فرما کر امت کو ترغیب دی کہ وہ فقہاء کرام سے فقہ سیکھیں۔ اس لئے کہ محدث صرف احادیث کے الفاظ کو محفوظ کرتے ہیں مگر فقیہ میں دو خوبیاں ہوتی ہیں کہ وہ بہت بڑا محدث ہونے کے ساتھ ساتھ قرآن و حدیث کو سمجھ کر اس سے سنت طریقے ظاہر کرنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہے یہ صلاحیت ہر محدث میں موجود نہیں ہوتی۔ جیسے ہر حافظ کو آیات کے شان نزول اور انکی تفاسیر کا علم نہیں ہوتا۔ لیکن قرآن کی آیات اور احادیث کا وہ معنی اور مطلب جو نبی ﷺ سے صحابہ کرامؓ کو ملا اور جس نے دین کے احکامات کو واضح کیا فقیہ وہ طریقے امت کو کھول کر بتاتا ہے۔

فقہ کی تعریف:۔ قرآن وحدیث کی وہ جامع مانع وضاحت جس میں ائمہ فقہا نے کسی دلیل کا ذکر نہ کیا ہو اگرچہ فقیہ کے پاس دلیل موجود ہوتی ہے اور دلیل قرآن وحدیث سے لیتا ہے مگر دلیل کا حوالہ نہیں دیتا کہ میں نے یہ مسئلہ فلاں قرآنی آیت یا فلاں حدیث مبارکہ سے لیا ہے۔ مثلاً نبی ﷺ کے صحابی حضرت شریحؓ نے فرمایا کہ دریا کی تمام چیزیں ذبح شدہ کے حکم میں ہیں حضرت عطا تابعیؒ نے فرمایا کہ پرندے جو پانی پر اترتے ہیں انکا ذبح کرنا میں مناسب سمجھتا ہوں

[بخاری ص ۸۲۵ ج ۲]

اب اس کی کوئی دلیل نہیں دی گئی ایک فقیہ نے صرف رائے دی ہے اور یہی فقہ ہے۔ امام بخاری فرماتے ہیں کہ فقہ کو لازم پکڑو یہی حدیث کا پھل ہے۔ جب کتب

حدیث کی اشاعت ہوئی پہلے زمانے کے فقہا کرام کی فقہ کو بھی حدیث کی اکثر کتابوں میں لکھ دیا گیا۔امام بخاری سے قبل انکے استاد ابو بکر بن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں تقریباً ۳۰ ہزار فقہ کے فتاوی لکھ دیئے ہیں۔اور حدیث کی دوسری کتب بھی فقہ سے بھری پڑی ہیں اور فقہ کو حدیث کے خلاف کہنے والوں کا منہ بند کر رہی ہیں کیونکہ یہ فقہ کے فتوی دینے والے مفتی بڑے بڑے صحابہ کرام اور تابعین حضرات ہیں انہوں نے اپنے کسی قول پر قرآن وحدیث نہیں پیش کی اور یہ فتوی قرآن وحدیث کے عین مطابق ہیں اور محدثینؒ نے امت کی رہنمائی کے لیے ان کو اپنی کتب میں درج کر کے امت کو یہ سکھایا ہے کہ اپنے اسلاف کی بات کو بغیر دلیل مانگے ماننا سیکھو ان پر اعتماد کرنا دین کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے۔یہی حدیث کا مفہوم ہے اور اسلاف کا طریقہ جن بزرگوں نے اسلاف کے طریقے سے ہٹ کر اپنی رائے سے قرآن وحدیث کو سمجھنے کی کوشش کی وہ سب گمراہ اور نامراد ہوئے۔ انکار فقہ اتنا بڑا فتنہ ہے کہ اس سے انکارِ ختم نبوت اور انکار حدیث کا دروازہ کھلتا ہے۔باری تعالیٰ فقہا کرام سے دین سمجھ کر اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔

آمین بجاہ النبی المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

❊ ❊ ❊

قافلۂ باطل سے قافلۂ حق کی طرف

مولانا محمد صادق کوہاٹی صاحب کے نام سے بہت سے احباب واقف ہوں گے۔ آپ ڈیڑھ سال کے عرصہ تک غیر مقلد رہے۔ غیر مقلدین کے عوام و خواص آپ کے نام کو بڑے فخر سے ہر آدمی کے سامنے بطور دلیل پیش کیا کرتے تھے اور ایک عرصہ سے یہ بات سننے میں آرہی تھی کہ اگر مسلک اہل السنۃ والجماعۃ واقعۃً حق اور سچ ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ عوام کے ساتھ ساتھ علماء بھی غیر مقلد ہو رہے ہیں۔ کوہاٹی صاحب چند روز قبل حضرت مولانا محمد الیاس گھمن دامت برکاتہم کو رہائی کی مبارکباد دینے کے لیے مرکز اہل السنۃ والجماعۃ تشریف لائے تو ادارہ نے ان کا تفصیلی انٹرویو کیا اور ان تمام نکات پر مولانا کا مؤقف معلوم کیا۔ غیر مقلدین کے اعتراضات کے جوابات مولانا سے دریافت کیے اور ان دھوکوں کی تفصیلات معلوم کیں جو غیر مقلدین بھولے بھالے مسلمانوں کو قرآن وحدیث کے نام پر دیتے ہیں۔ مولانا صادق کوہاٹی صاحب نے انٹرنیٹ پر مرکز کے روم میں بیان بھی فرمایا۔ کوہاٹی صاحب کے تفصیلی انٹرویو اور بیان کی آڈیو اور ویڈیو سی ڈی مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔

یہاں ہم وہ تحریر پیش کر رہے ہیں جو کوہاٹی صاحب نے غیر مقلدیت سے توبہ اور مسلک حق اہل السنۃ والجماعۃ کے قبول کے وقت تحریر فرمائی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بندہ محمد صادق کوہاٹی

حیات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اور سماع صلوۃ وسلام عند قبر النبی ﷺ کے انکار کی وجہ سے علماء دیوبند سے صرف دور ہی نہیں بلکہ بدظن اور متنفر رہا۔ رفتہ رفتہ اپنے ماحول کے اثرات اور فقہ وفقہاء کرام کے بارے میں کچھ غلط فہمیوں میں مبتلاء ہو کر اہل حدیث (غیر مقلد) اور فقہ کا منکر بن گیا۔

لیکن اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ کے ناظم اعلیٰ مناظر اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب دامت برکاتہم کے ساتھ جوآنہ ضلع جھنگ میں مناظرہ اور مناظر اسلام مولانا عبداللہ عابد صاحب اور اتحاد کے دیگر ساتھیوں سے ملاقاتوں کے نتیجہ میں میری تمام غلط فہمیاں دور ہوگئیں۔

اور اب الحمدللہ میں علماء دیوبند خصوصاً قائد اہل السنۃ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور امام اہل السنۃ حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم کے عقائد ومسائل پر سو فیصد مطمئن ہوں ان کو ادلہ اربعہ کی روشنی میں درست سمجھتا ہوں۔ انہی عقائد ومسائل پر استقامت اور خاتمہ کی دعا کرتا ہوں اور جو لوگ تقلید وفقہ کے منکر ہیں اور تقلید کو شرک قرار دیتے ہیں نیز جو لوگ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی حیات جسمانی اور صلوٰۃ وسلام عند قبر النبی ﷺ کا انکار کرتے ہیں ان سب کو گمراہ اور اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج اور بدعتی سمجھتا ہوں۔

دستخط

چھ مزید افراد کا قبول حق کا اعلان

پچھلے دنوں اتحاد اہل السنۃ کے ذمہ دار حضرات کی کوششوں سے کئی مزید افراد نے غیر مقلدیت سے تائب ہو کر مسلک حق اہل السنۃ والجماعۃ حنفی دیوبندی قبول کیا۔ الحمدللہ۔ اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ کے پنجاب کے نائب امیر مولانا محمد شفیق صاحب دامت برکاتہم نے ان حضرات کا مفصل انٹرویو کیا۔ انٹرویو کی سی ڈی مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سے مل سکتی ہے۔ ذیل میں ان حضرات کے اسمائے گرامی دیے جا رہے ہیں۔

۱۔ مولانا محمد حسن سلفی منڈی احمد آباد تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ

۲۔ غلام مصطفیٰ چک نمبر 105/12 L تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا

۳۔ محمد اشرف بن محمد کوٹ مومن ضلع سرگودھا

۴۔ حافظ محمد آصف بن عبداللہ فیصل پورہ کوٹ مومن سرگودھا

۵۔ محمد عمران صفدر بن غلام رسول محلہ مقصود پورہ بہاولنگر

۶۔ حافظ عبدالرحیم بن شیر خان ٹبہ مراد کوٹ مومن سرگودھا

کر خود ہی فرماتے ہیں کہ کسی مسئلہ میں جب تک خبر متواتر قطعی الدلالۃ ہو اس پر پوری امت کا اجماع بشمول اجماع صحابہؓ نہ ہو یا اجماع صحابہؓ تو ہو لیکن قطعی نہ ہو یعنی بطریق متواتر ہم تک نہ پہنچا ہو یا بطریق تواتر ہم تک پہنچا ہو لیکن اجماع سکوتی ہو تو ان تمام صورتوں میں اس منکر شخص کو کافر نہ کہا جائے گا، جیسا کہ فتاوی شامی میں ہے۔

"والحق ان المسائل الاجماعية الجماعية تارة يصحبها التواتر عن صاحب الشرع كوجوب الخمس وقد لايصحبها ،فالاول يكفر جاحده لمخالفته التواتر لا لمخالفته الاجماع اذا لم تكن الآية او الخبر المتواتر قطعي الدلالة او لم يكن الخبر متواترا او كان قطعيا لكن فيه شبهة او لم يكن الاجماع جميع الصحابة او كان اجماع الصحابة ولم يكن قطعيا بان لم يثبت بطريق التواتر او كان قطعيا ليكن كان اجماعا سكوتيا ففي كل من هذه الصور لايكون الجحود كفرا (ج ۴ ص ۲۲۳) لہٰذا ان ادلہ کی روشنی میں مذکورہ مسئلہ کے منکر کو کافر نہیں کہا جائے گا بلکہ انکار کی صورت میں ایسا شخص کامل مومن نہیں رہے گا۔

۴۔۔مذکورہ عقیدہ اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ ہے اور امت کے کبار علماء اس مسئلہ کے قائل ہیں، یہی وجہ ہے کہ علماء دیوبند (کثر اللہ سوادھم) مذکورہ ادلہ کی روشنی میں اس مسئلہ کو عقیدہ کا مقام دیتے ہیں، بلکہ علماء متاخرین اس پر اجماع نقل کر چکے ہیں اور یقیناً اجماع غلو نہیں ہے، بلکہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ محبت کا تقاضا ہے اور آپ ﷺ کی نسبت سے آپ ﷺ کے جسد مبارک کے ساتھ مس کی ہوئی مٹی کو بھی یقیناً یہ فضیلت حاصل ہے کیونکہ آپ ﷺ کا جسد مبارک کعبہ، عرش اور کرسی سے افضل ہے۔اس کو غلو کہنا اور عقیدہ شرکیہ کے ساتھ تشبیہ دینا صحیح نہیں ہے جس سے اجتناب ضروری ہے فقط واللہ اعلم

مطابق اسکی بخاری میں فقط چودہ احادیث ہیں۔ نیز لکھتا ہے کہ مختصر یہ کہ صحیح بخاری میں علی بن الجعد کی تمام روایات متابعات میں ہیں۔ دیکھئے [امین اوکاڑوی کا تعاقب ص ٦٦ لعلی زئی ونور المصابیح بحوالہ الحدیث شمارہ نمبر ۵ ص ۴۲]

بیان اکاذیب علی زئی

علی زئی جھوٹ نمبرا

علی زئی لکھتا ہے: اج اص ۱۳ ح ۵۳ تابعہ غندر عندہ۔ [تعاقب ص ٦٦]

تبصرہ: قال ابوزبیر قد قال الامام الحافظ المحدث الکبیر ابو عبد الله محمد بن اسمعیل البخاری رحمه الله باب اداء الخمس من الایمان۔ حدثنا علی بن الجعد قال اخبرنا شعبه عن ابی جمرة قال کنت اقعد مع ابن عباس رضی الله عنهما [صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۳ او ص ٦ ح ۵۳ ط الریاض] ۔اس باب میں امام بخاریؒ نے صرف ایک حدیث من طریق علی بن الجعد ہی تخریج فرمائی ہے جو کہ اصول میں ہے اور باب تحریض النبی ﷺ الخ... میں حدثنامحمد بن بشار قال حدثنا غندر قال حدثنا شعبة عن ابی جمرة قال اترجم بین ابن عباس رضی الله عنهما کے طریق سے تخریج کی ہے۔ [دیکھے صحیح بخاری ج اص ۱۹ او ص ۱۰ ط الریاض]

فلھذا بالتحقیق والیقین امام علی بن الجعد کی حدیث جو ص ۱۳ پر موجود ہے وہ اصالۃً ہے اور جو صفحہ ۱۹ پر غندر کی حدیث ہے وہ متابعت میں ہے اور علی زئی نے یہ تصریح کی

ہے کہ علی بن الجعد کی تمام روایات متابعت میں ہیں۔ فلھذا علی زئی بالکل جھوٹا ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

علی زئی جھوٹ نمبر۲

علی زئی لکھتا ہے کہ ج اص ۲۱ ح ۱۰۶ تابعہ غندر عند مسلم ج اص ۷ [تعاقب ص ۶۶]

تبصرہ:۔ قد قال الامام الحافظ المحدث البخاری رحمہ اللہ۔ باب اثم من کذب علی النبی ﷺ حدثنا علی بن الجعد قال اخبرنا شعبہ قال اخبرنی منصور قال سمعت ربعی بن حراش یقول سمعت علیاً رضی اللہ عنہ [صحیح بخاری ج ا ص ۲۱ و ص ۲۱ رقم الحدیث ۱۰۶ ط الریاض] اس باب میں امام بخاری نے حدیث علی من طریق علی بن الجعد کو اصالۃً تخریج کیا ہے۔ اس باب میں عموماً اور پوری بخاری میں خصوصاً حضرت علیؓ کی حدیث من طریق شعبہ تخریج نہیں فرمائی۔ فلھذا صحیح مسلم ج اص ۷ وص ۶۷۴ ط الریاض] من طریق محمد بن جعفر غندر متابعت میں ہے۔ نہ کہ اصالۃً اور بقول علی زئی صحیح بخاری میں علی بن الجعد کی تمام روایات متابعت میں ہیں۔

علی زئی جھوٹ نمبر۳

علی زئی لکھتا ہے کہ ج اص ۱۱۱/۱۱ ح ۲۹۳۸ تابعہ آدم عندہ [تعاقب لعلی زئی ص ۶۶]

تبصرہ:۔ امام بخاریؒ نے باب دعوۃ الیھود و النصاری الخ ... میں اصالۃً تخریج حدیث من طریق علی بن الجعد فرمائی ہے۔ اس باب میں من طریق شعبہ بغیر علی بن الجعد کے کوئی حدیث تخریج نہیں فرمائی۔ البتہ امام بخاری نے باب اتخاذ الخاتم

لیختم به الشئی الخ ... میں حدثنا آدم بن ابی ایاس حدثناشعبة عن قتادہ عن انس عنہ کے طریق سے بیان کی ہے۔[دیکھے صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۷۳ رقم الحدیث ۵۸۷۵ ص ۵۰۰ ط الریاض]

فلھذا بالتحقیق والیقین علی بن الجعد اصالۃً ہے اور آدم متابعۃً ہے جبکہ علی زئی نے تصریح کی تھی کہ علی بن الجعد کی تمام روایات متابعات میں ہیں۔

علی زئی جھوٹ نمبر۴

علی زئی لکھتا ہے کہ ج ۱ ص ۵۰۳ ح ۳۵۶۳ تابعہ غندر عند احمد ج ۲ ص ۴۷۹ و الحدیث فی صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۸۷ ح ۲۰۶۴ تعاقب ص ۶۶]

تبصرہ:۔امام بخاری یہ حدیث باب صفة النبی ﷺ الخ ... میں حدثنی علی بن الجعد اخبرنا شعبه عن الاعمش عن ابی حازم عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ کے طریق سے یہ حدیث تخریج فرمائی ہے اور پوری بخاری میں شعبہ کے طریق سے یہ حدیث نہیں لائے یہ اصالۃً حکماً ہے۔جبکہ علی زئی نے کہا ہے کہ اسکی تمام روایات صحیح بخاری میں متابعات میں ہیں۔اور صحیح بخاری سے بھاگ کر مسند احمد بن حنبلؒ میں اسکی متابعت کو پیش کیا۔فلھذا ہماری تحقیق میں علی بن الجعد کی حدیث وسند حکماً اصالۃً ہے اور مسند احمد کی غندر والی حدیث متابعت میں ہے نہ کہ اصالۃً۔لاحول ولاقوۃ الا باللہ

تنبیہ:۔علی زئی کی کم علمی دیکھے لکھتا ہے والحدیث صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۸۷ [تعاقب ص ۶۶] یعنی یہ حدیث مسلم میں ہے جبکہ یہ حدیث صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۱۴ ط کراچی

وص ۴۶۷ رقم الحدیث ۵۴۰۹ ط الریاض پر بھی موجود ہے جو علی زئی کی کم علمی اور جہالت کی واضح دلیل ہے۔

علی زئی جھوٹ نمبر ۵

علی زئی لکھتا ہے ج اص ۵۲۶ ح ۳۷۰۷ تابعه حماد بن زید عن ایوب به عند ابن المنذر فتح الباری ج ۷ص ۷۳ [تعاقب ص ۶۶]

تبصرہ:۔امام بخاریؒ نے باب مناقب علی بن ابی طالب القرشی الهاشمی ابو الحسن رضی الله عنه میں حدثنا علی بن الجعد قال اخبرنا شعبه عن ایوب عن ابن سرین عن عبیدة عن علی رضی الله عنه کے طریق سے حدیث تخریج فرمائی ہے۔[دیکھیے صحیح بخاری ج اص ۵۲۵ رقم الحدیث ۳۷۰۷] اس باب میں مذکورہ حدیث کے علاوہ چھ اور احادیث بھی پیش فرمائی ہیں۔مگر متن مذکورہ کو کسی اور راوی سے اس باب میں اور پوری کتاب میں نہیں لائے۔جبکہ علی زئی نے یہ تصریح کی ہے کہ صحیح بخاری میں علی بن الجعد کی تمام روایات متابعات میں ہیں۔ علی زئی کا دعوی کیا ہے اور لکھتا کیا ہے کیونکہ اس نے ابن المنذر کی سند کو متابع قرار دیا جو کہ اس کے اپنے دعوی و تحقیق کے خلاف ہے۔کیونکہ ہماری تحقیق میں علی بن الجعد کی روایات صحیح بخاری والی اصالۃً ہے اور علی زئی اپنی تحقیق خلاف دعوی میں جھوٹا ہے۔

علی زئی جھوٹ نمبر ۶

علی زئی لکھتا ہے کہ تابعه حماد بن زید عن ایوب به عند ابن المنذر فتح

الباری ج ۷ ص ۲۳۷ [تعاقب لعلی زئی ص ۶۶]

تبصرہ:۔قارئین دیکھیئے یہ ہے غیر مقلدین کے نام نہاد محقق ومحدث اور ذہبی زمان کا علم وفہم کہ اس نے متابعت تو بیان کرنی تھی علی بن الجعد کی اور ادھر بیان کی ہے امام شعبہ کی۔ یہ ہے اس محقق سے واضح ٹپکتی جہالت جو بعد کو اسے تیرِ حسرت بن کر چبھے گی۔

دیکھے جب امام بخاریؒ کا طریق علی بن الجعد قال اخبرنا شعبه عن ایوب ہے تو ہونا چاہے تھا کہ شعبہ کے نیچے کوئی ثقہ راوی ہوتا مگر یہاں شعبہ کی جگہ پر حماد بن زید عن ایوب لا کر شعبہ کی متابعت بیان کر کے ہوائی قلعے فتح کر رہے ہیں۔

علی زئی جھوٹ نمبر ۷

علی زئی لکھتا ہے کہ ج ۲ ص ۸۶۷ ح ۵۸۳۴ تابعہ عبید بن سعید عند مسلم ج ۲ ص ۱۹۱ ح ۲۰۶۹ وعندہ عبیدہ خطاء [تعاقب ص ۶۶]

تبصرہ:۔امام بخاری نے باب لبس الحریر للرجال وقد ما یجوز منه۔میں حدثنا علی بن الجعد اخبرنا شعبه عن ابی ذبیان خلیفه بن کعب قال سمعت ابن الزبیر یقول سمعت عمر رضی الله عنه صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۶۷ ط کراچی وص ۴۹۷ ح ۵۸۳۴ ط الریاض

کے طریق سے تخریج فرمائی ہے اس باب میں خصوصاً اور پوری بخاری میں عموماً شعبہ عن ابی ذبیان الخ... کے طریق میں علی بن الجعد کے علاوہ کسی راوی کو بطور متابعت ذکر نہیں کیا اور عبید بن سعید مسلم ج ۲ ص ۱۹۱ ص ۱۰۴۸ ص ۱۰۴۹ کے

طریق بیان کرنا بے سود ہے کیونکہ صحیح بخاری کا طریق علی بن الجعد اصالۃً حکماً ہے اور صحیح مسلم کا طریق بطور متابعت ہے نہ کہ اصالۃً جب کہ علی زئی کذاب زمانہ نے تصریح کی ہے کہ علی بن الجعد کی تمام روایات صحیح بخاری میں متابعات میں ہیں۔فلھذا یہ سیاہ جھوٹ ہے۔

علی زئی جھوٹ نمبر ۸

علی زئی لکھتا ہے کہ ج ۲ ص ۹۲۳ ح ۶۲۴۷ تابعہ غندر عند مسلم ج ۲ ص ۲۱۴ ح ۲۱۶۸ [تعاقب لعلیزئی ص ۶۶]

تبصرہ:۔امام بخاریؒ نے باب التسلیم علی الصبیان میں حدثنا علی بن الجعد اخبرنا شعبہ عن سیار عن ثابت البنانی عن انس بن مالك رضی الله عنه کے طریق سے تخریج فرمائی ہے دیکھئے صحیح بخاری ص ۹۲۳ ج ۲ ط کراچی و ۵۲۶ رقم الحدیث ۶۲۴۷ ط الریاض]

لیکن اس باب میں امام بخاری نے فقط امام علی بن الجعد کی حدیث تخریج کی ہے اور صرف ایک ہی حدیث لائے ہیں۔اس باب میں خصوصاً اور پوری بخاری میں عموماً متن مذکورہ اور علی بن الجعد کے متابع اور کوئی روایت تخریج نہیں فرمائی۔امام علی بن الجعد کی حدیث صحیح بخاری میں اصالۃً ہے اور صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۱۴ میں من طریق غندر متابعت میں ہے۔تو یہ بھی علی زئی کا جھوٹ ہے۔

علی زئی جھوٹ نمبر ۹

علی زئی لکھتا ہے کہ ج ۲ ص ۱۰۹۷ ح ۲۶۶ ۷ تابعہ نضر بن شمیل وغیرہ یہ وہی حدیث

ہے جواوپر نمبر ا میں گزر چکی ہے۔[تعاقب ص ٦٦]

تبصرہ:۔امام بخاریؒ نے باب وصاۃ النبی ﷺ الخ۔۔میں **حدثنا علی بن الجعد اخبرنا شعبہ ح وحدثنی اسحاق اخبرنا النضر اخبرنا شعبہ عن ابی جمرۃ قال کان ابن عباس رضی اللہ عنہ** [صحیح بخاری ج ٢ ص ١٠٧٩ ط کراچی وص ٦٩٥ رقم ٢٦٦٧ ط دار السلام الریاض]

کے طریق سے تخریج فرمائی ہے جو کہ بالتحقیق السدید امام علی بن الجعد کا طریق اصالۃً ہے اور امام نضر بن شمیل کا طریق متابعۃً ہے جبکہ علی زئی کذاب نے تصریح کی ہے کہ صحیح بخاری میں علی بن الجعد کی تمام روایات متابعت میں ہیں۔[تعاقب لعلیزئی ص ٦٦ و نور المصابیح فی مسئلۃ التراویح بحوالہ الحدیث شمارہ نمبر ۵ ص ۴۲] علی زئی کے ایک رسالہ کے ایک صفحہ پر نو جھوٹ ہیں تو دوسری کتابوں کا کیا حال ہوگا ہم اسکا بھی جائزہ لیں گے۔مثال کے طور پر ایک اور جھوٹ دیکھیں۔

علی زئی جھوٹ نمبر ١٠

علیزئی اپنی کتاب نور العینین میں حدیث عبداللہ بن عمرؓ کا جدول پیش کرتے ہوئے لکھتا ہے :عبد اللہ بن عمر ۵۴۳۲۱ نسائی دیکھے نور العینین لعلیزئی ص ٦٦ ط دسمبر ٢٠٠٦ء۔

تبصرہ :۔یعنی علی زئی کذاب نے ۵۴۳۲۱ نمبرات سے یہ بیان کیا ہے کہ چار مقامات کی رفع یدین کا ثبوت اور سجدوں کی رفع یدین کا منع ونفی ہوگی۔مگر اس نے صحیح نسائی پر سفید ہی نہیں بلکہ سیاہ جھوٹ بولا ہے۔امام نسائیؒ نے باب رفع الیدین

لـلقيام الى الركعتين الاخيرين حذو المنكبين ميں قال اخبرنا محمد بن الاعلى الصعانى قال حدثنا المعتمر قال سمعت عبيد الله وهو ابن عمر عن ابن شهاب عن سالم عن ابن عمر رضى الله عنه عن النبى ﷺ الصحيح و السنن للنسائى ص۱۷۶ج۱۔لیکن اس حدیث میں سجدوں کی رفع یدین کی منع ونفی نہیں ہے۔فلھذا علی زئی کا اپنے قلم کی تحریر سے جھوٹا ہونا ثابت ہوا۔

محترم قارئین قافلہ حق کے سہ ماہی مجلہ میں علی زئی کذاب کے دس جھوٹ ہدیہ ناظرین ہیں جو کہ ایک قسط پر مشتمل ہیں ۔آئندہ اقساط میں انشاء اللہ وقتاً فوقتاً اس کذاب کے جھوٹ بیان کئے جاتے رہیں گے۔

نوٹ:۔ قال ابوالزبیر! جھوٹا آدمی بتصریح اللہ تعالیٰ لعنتی ہے۔کما قال اللہ تعالیٰ ”لعنة الله على الكذبين“ اور بتصریح حضوراقدس ﷺ جہنمی ہے۔ حتى يكتب عند الله كذابا اور عندالمحدثین ساقط العدالت غیر مقبول ہے۔لہذا زبیر علی زئی ان جھوٹوں کی وجہ سے ساقط العدالت ،مردود الروایت اور غیر مقبول ہے۔

❊ ❊ ❊

مسئلۂ تقلید

قرآن وحدیث اوراقوال علمائے سلف کی روشنی میں

جناب مولانا مفتی محمد راشد صاحب اعظمی

اس امر سے کسی مسلمان کو اختلاف نہیں ہوسکتا کہ دین وشریعت کی حفاظت انتہائی ضروری اور واجب ہے۔ کیونکہ دین کی حفاظت کے بغیر انسان نہ تو دین پر چل سکتا ہے ورنہ ہی ان کامیابیوں کو حاصل کرسکتا ہے جن کی طرف دین لے جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن وحدیث میں بار بار دین اور امور دین کی حفاظت کی تاکید وتلقین آئی ہے۔ دین کے وہ معاملات جن کا صراحت اور وضاحت کے ساتھ کتاب وسنت میں حکم آیا ہے ان کو واجب بالذات کہتے ہیں۔ اسی طرح بعض وہ واجبات ہوتے ہیں کہ کتاب وسنت سے واجب قرار دیے ہوئے اعمال پر عمل کرنا ان کے بغیر ممکن نہیں ہوسکتا۔ چونکہ وہ واجب کی ادائیگی کا مقدمہ اور ذریعہ بنتے ہیں اور یہ شرعی ضابطہ ہے کہ واجب کا مقدمہ بھی واجب ہوتا ہے اور یہ ضابطہ مسلم شریف کی اس حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے۔

عن عقبة بن عامر قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من علم الرمى ثم تركه فليس منا او قد عصىٰ (رواه مسلم) (۱)

ترجمہ :۔ عقبہ بن عامر کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ جو شخص تیراندازی سیکھ کر چھوڑ دے وہ ہم سے خارج ہے یا یہ فرمایا کہ وہ گنہگار ہے۔

ف:۔ ظاہر ہے کہ تیراندازی کوئی عبادت مقصودہ نہیں ہے، مگر چونکہ بوقت ضرورت ایک واجب یعنی اعلائے کلمۃ اللہ کا مقدمہ ہے اس لیے اس کے ترک کرنے پر وعید فرمائی جو اس کے واجب ہونے کی علامت ہے تو اس حدیث سے ثابت ہوا کہ واجب کا مقدمہ

(۱) مشکوۃ شریف ص ۳۸

بھی واجب ہوتا ہے۔ شریعت میں اس کی بہت سی مثالیں ہیں مثلاً قرآن کریم اور احادیث شریفہ کو جمع کر کے لکھنے کی کتاب وسنت میں کہیں بھی تاکید نہیں آئی ہے۔ لیکن ان کے محفوظ رکھنے ضائع ہونے سے بچانے کی زبردست تاکید آئی ہے اور تجربہ اور مشاہدہ سے معلوم ہے کتابت کے بغیر ان کا محفوظ رہنا عادۃً ممکن نہیں، اس لیے قرآن وحدیث کی کتابت کو ضروری سمجھا جائے گا چنانچہ اس کے واجب اور ضروری ہونے پر پوری امت کا دلالۃً اجماع ہے اس قسم کے واجب کو واجب بالغیر کہتے ہیں۔

تقلید شخصی کا واجب ہونا بھی اسی قبیل سے کیونکہ دین کی حفاظت جو ہر مسلمان پر فرض اور واجب ہے وہ خیر القرون کے بعد تقلید شخصی کے بغیر ممکن نہیں ہے تقلید نہ کرنے سے دین کے بے شمار امور بلکہ پورے دین میں زبردست خلل واقع ہوتا ہے اس حقیقت کو وضاحت کے ساتھ یوں سمجھئے کہ مسائل فرعیہ دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جن کا ثبوت ایسی آیات کریمہ یا احادیث صحیحہ سے صراحۃً ہوتا ہے جن میں بظاہر نہ تو کوئی تعارض ہوتا ہے اور نہ ہی وہ کئی معانی اور وجوہ کا احتمال رکھتی ہیں بلکہ مسائل پر ان کی دلالت قطعی اور حتمی ہوتی ہے۔ ایسے مسائل کو منصوصہ غیر متعارضہ کہتے ہیں اس طرح کے مسائل میں کسی بھی مجتہد کیلئے اجتہاد کرنا جائز نہیں کیونکہ اجتہاد کی شرائط میں سے ہے کہ وہ حکم صراحۃً ثابت نہ ہو۔ اور جب ان مسائل میں اجتہاد نہیں تو ان مسائل میں کسی کی تقلید بھی نہیں ہے۔

دوسری قسم ان مسائل کی ہے۔ جن کا ثبوت وضاحت کے ساتھ کسی آیت اور حدیث میں نہیں ملتا۔ یا اگر ثبوت پایا جاتا ہے تو وہ آیت اور حدیث اور بھی معانی اور وجوہ کا احتمال رکھتی ہے۔ یا کسی دوسری آیت یا حدیث سے بظاہر متعارض معلوم ہوتی ہے۔ ایسے مسائل کو مسائل اجتہادیہ کہتے ہیں اور ان کا صحیح حکم مجتہد کے اجتہاد ہی سے معلوم ہوسکتا ہے۔ وہ شخص جو اپنے اندر اجتہاد کی قوت نہیں رکھتا۔ اگر ان مسائل میں رائے زنی کرنے لگے تو نفسانی خواہشات کے پھندوں میں الجھ کر رہ جائے گا۔ اس لیے ضروری ہوا کہ امت کے بعض افراد کو ایسی قوتِ استنباط واجتہاد عطا کی جائے جس کے ذریعے وہ نصوص کتاب وسنت میں غور وفکر کر کے مسائل غیر منصوصہ کے احکام حاصل کر کے عام

مت کے سامنے پیش کر دے تا کہ ان کیلئے دین پر عمل کا راستہ بے خطر اور آسان ہو جائے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے وہ حضرات جو ہمہ وقت دربار نبوی کے حاضر باش تھے۔ انہیں اس قوتِ اجتہاد سے کام لینے کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ ان کیلئے جناب رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی ہی ہر مسئلہ کا حل اور ہر سوال کا کافی وشافی جواب تھی۔

اے لقائے تو جواب ہر سوال
مشکل از تو حل شود بے قیل وقال

اس لئے وہ ہر بات حضور ﷺ سے براہ راست معلوم کر سکتے تھے، مگر وہ حضرات جو اس دور مبارک میں دربار نبوی سے باہر قیام پذیر تھے یا وہ حضرات جو بعد میں حلقہ بگوش اسلام ہوئے یا وہ حضرات جو بعد میں پیدا ہوئے وہ اس قوتِ اجتہادیہ کے حد درجہ محتاج تھے کیونکہ ان کے دین کی حفاظت ہی اس قسم کے مسائل اجتہادیہ میں اسی اجتہاد کے ذریعہ ہو سکتی تھی۔ اس لیے خدائے رحیم وکریم نے بے شمار صحابہ کرام تابعین عظام، تبع تابعین اور بعد والوں کو (رضوان اللہ علیہم اجمعین) اس دولتِ اجتہاد سے سرفراز فرمایا۔

جناب رسول کریم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجتے ہوئے صاف لفظوں میں نعمت اجتہاد کی تائید وتحسین اور اس پر اپنی مسرت کا اظہار فرمایا ابوداؤد شریف کی روایت میں ہے۔

عن معاذ بن جبل ان رسو ل الله ﷺ لما بعثه الى اليمن قال كيف تقضي اذا عرض لك قضاء؟ قال اقضي بكتاب الله قال فان لم تجد في كتاب الله قال فبسنة رسول الله ﷺ قال فان لم تجد في سنة رسول الله ولا في كتاب الله قال اجتهد برائي ولا آلو فضرب رسول الله ﷺ صدره فقال الحمد لله الذي وفق رسول رسول الله صلى الله عليه وسلم لما يرضى رسول الله (۱)

ترجمہ:- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ان کو یمن بھیجا تو فرمایا جب کوئی قضیہ پیش آئے تو کس طرح فیصلہ کرو گے عرض کیا

(۱) ابوداؤد شریف ص ۱۴۹، مشکوۃ ص ۳۲۴

کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کروں گا آپ نے فرمایا اگر وہ مسئلہ کتاب اللہ میں نہ ملے تو؟ عرض کیا رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق فیصلہ کروں گا آپ ﷺ نے فرمایا اگر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ دونوں میں نہ ملے تو؟ عرض کیا اس وقت اپنی رائے سے فیصلہ کروں گا اور (حق تک پہنچنے کی کوشش میں) کوئی کوتاہی نہیں کروں گا اس پر آنحضرت ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے سینہ پر ہاتھ مارا اور فرمایا اللہ کا شکر ہے کہ اس نے اپنے رسول کے قاصد کو اس بات کی توفیق دی جس سے اللہ کا رسول راضی ہے۔

الغرض ! دور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ہی حضرات مجتہدین نے مسائل شرعیہ غیر منصوصہ میں اجتہاد کا سلسلہ شروع فرمایا۔ اور جو حضرات رتبۂ اجتہاد تک نہیں پہنچ سکتے تھے انہوں نے یہ یقین کر کے کہ یہ حضرات مجتہدین علم و تقویٰ فہم و فراست دین و دیانت اور توفیق الٰہی سے سرفراز ہونے میں ہم سے بڑھے ہوئے ہیں اور انہوں نے بذریعہ اجتہاد جو کچھ معلوم کیا ہے وہ درحقیقت یا تو رسول اللہ ﷺ کی وہ احادیث ہیں جو بغرض اختصار موقوف کردی گئی ہیں۔ یا صحیح استنباطات ہیں جو نصوص کتاب و سنت سے لیے گیے ہیں اس لیے وہ بہر حال قابل اتباع ہیں۔ اس بنا پر عمل کرنا شروع کر دیا۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ الانصاف میں فرماتے۔

ویستدل باقوال الصحابة والتابعين علماً منهم انها احاديث منقولة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم اختصروها فجعلوها موقوفة الى ان قال او ان يكون استنباطاً منهم من المنصوص او اجتهاداً منهم بآرائه وهم احسن صنيعاً في كل ذالك ممن يجئى بعدهم واكثر اصابةً واقدم زماناً واوعىٰ علماً فتعين العمل بها (۱)

ترجمه:- اور (تبع تابعین) صحابہ کرام اور تابعینؒ کے اقوال سے استدلال کیا کرتے تھے کیونکہ وہ یہ جانتے تھے کہ یہ اقوال یا تو احادیث ہیں جو منقول ہیں رسول اللہ ﷺ سے جن کو مختصر کر کے موقوف بنالیا ہے یا یہ اقوال حکم

(۱) الانصاف ص: ۲۰، ۲۱

منصوص سے حضرات صحابہ وتابعین کے استنباط ہیں یا ان کی رایوں سے بطور اجتہاد لیے گئے ہیں اور حضرات صحابہ کرامؓ اور تابعین ان سب باتوں میں ان لوگوں سے بہتر ہیں جو ان کے بعد میں ہوئے۔ صحت تک پہنچنے میں اور زمانے کے اعتبار پیشتر اور علم کے لحاظ سے بڑھ کر ہیں اس لیے ان کے اقوال پر عمل کرنا متعین ہوا۔

بزرگوں پر اعتماد کرنا ہی اصل شریعت ہے

اپنے اسلاف پر اعتماد کرنا اور ان کے ساتھ حسن ظن کا معاملہ رکھنا وہ دولت ہے جس کے صدقہ میں آج دین اپنی صحیح شکل میں ہمارے ہاتھوں میں محفوظ ہے اسی بات کو حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے عقد الجید میں بیان فرمایا ہے۔

ان الامة اجتمعت علی ان یعتمدوا علی السلف فی معرفة الشریعة فالتابعون اعتمدوا فی ذالك علی الصحابة وتبع التابعین اعتمدوا علی التابعین وھکذا فی کل طبقة اعتمدوا العلماء علی من قبلھم والعقل یدل علی حسن ذالك لا ن الشریعة لا یعرف الا با لنقل والاستنباط والنقل لا یستقیم الا بان یأخذ کل طبقة عمن قبلھا بالا تصال (۱)

ترجمہ :- معرفت شریعت میں تمام امت نے بالاتفاق سلف گذشتہ پر اعتماد کیا ہے چنانچہ تابعین نے صحابہ کرام اور تبع تابعین نے تابعین پر اعتماد کیا اسی طرح بعد والے علماء اپنے متقدمین پر اعتبار کرتے آئے۔ اور عقل سلیم بھی اس کو اچھا سمجھتی ہے کیونکہ شریعت بغیر نقل اور استنباط کے معلوم نہیں ہو سکتی اور نقل اسی وقت صحیح ہوگی جب بعد والے پہلوں سے اتصال کے ساتھ لیتے چلے آئیں۔

خطیب بغدادی نے "الفقیہ والمتفقہ" میں اجتہاد اور تقلید کی ان ضروریات کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں:

والاحکام علی ضربین عقلی وشرعی ۔ فالعقلی فلا یجوز فیه التقلید کمعرفة الصانع وصفاته ومعرفة الرسول ﷺ وصدقه وغیر ذالك من الاحکام

(۱) عقد الجید ص:۳۶

وحکی عن عبیدالله الحسن العنبری انه قال یجوزالتقلیدفی اصول الدین وهذاخطاء لقول الله تعالیٰ اتبعواماأُنزل الیکم من ربکم ولاتتبعوامن دونه اولیاء قلیلاًما تذکرون (الاعراف)قال الله تعالیٰ واذاقیل لهم اتبعوا ما انزل الله قالوابل نتبع ماالفیناعلیه آبائنااولو کان آبائهم لایعقلون شیئاًو لایهتدون (البقرة)

واماالاحکام فضربان احدهما ما یُعلم بالضرورة من دین الرسول ﷺ کاالصلوات الخمس والزکاة وصوم شهر رمضان و الحج وتحریم الزنا وشرب الخمر وما اشبه ذالك فهذا لا یجوز التقلید فیه لان الناس کلهم یشترکون فی ادراکه والعلم به فلا معنیٰ للتقلید فیه- وضرب لایعلم إلابالنظر والاستدلال کفروع العبادات والمعاملات والمناکحات وغیر ذلك من الاحکام فهذا یسوغ فیه التقلید بدلیل قوله تعالیٰ فاسئلوا اهل الذکران کنتم لاتعلمون(النحل)وامامن یسوغ له التقلیدفهوالعامی الذی لایعرف طرق احکام شریعته فیجوزله ان یقلد عالماًویعمل بقوله قال الله تعالیٰ فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون (واهل الذکر اهل العلم کما قال عمر بن قیس)

وعن ابن عباس ان رجلاً اصابه جرحٌ فی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم فاحتلم فامر بالاغتسال فمات فبلغ ذالك النبی صلی الله علیه وسلم فقال قتلوه قتلهم الله إن شفاء العی السوال الخ۔

ولانه لیس من اهل الاجتهاد فکان فرضه التقلید کتقلید الاعمیٰ فانه لما لم یکن معه آلة الاجتهاد فی القبلة کان علیه تقلید البصیر فیها(۱)

ترجمہ:-احکام کی دوقسمیں ہیں۔عقلی اورشرعی۔

عقلی احکام میں تقلید جائز نہیں ہے جیسے صانع عالم اوراس کی صفات کی معرفت اس طرح رسول اللہ ﷺ اورآپ کے سچے ہونے کی معرفت وغیرہ عبید اللہ حسن عنبری سے منقول ہے کہ وہ اصول دین میں بھی تقلید کو جائز کہتے تھے۔لیکن یہ غلط ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے تمہارے رب کی جانب سے جووحی آئی اسی پرعمل کرواس کے

---

(۱) الفقیه والمتفقه ج۲،ص۱۲۸،تا۱۳۴مطبوعہ دارابن الجوزیہ

علاوہ دوسرے اولیاء کی اتباع نہ کرو کس قدر کم تم لوگ نصیحت حاصل کرتے ہو اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جب ان لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی اتاری ہوئی کتاب کی اتباع کرو تو وہ لوگ کہتے ہیں نہیں ہم اس چیز کی اتباع کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ ودادا کو پایا ہے چاہے ان کے باپ ودادا بے عقل اور بے ہدایت ہوں۔

دوسری قسم احکام شرعیہ، اور ان کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) دین کے وہ احکام جو وضاحت وصراحت کے ساتھ معلوم ہوں۔ جیسے روزہ نماز حج زکوٰۃ اسی طرح زنا اور شراب کا حرام ہونا وغیرہ تو ان میں تقلید جائز نہیں ہے کیونکہ ان کے جاننے میں سارے لوگ برابر ہیں اس لیے ان میں تقلید کا کوئی معنیٰ نہیں۔

(۲) دین کے وہ احکام جن کو نظر واستدلال کے بغیر نہیں جانا جاسکتا جیسے عبادات معاملات۔ نکاح وغیرہ کے فروعی مسائل تو ان میں تقلید کرنی ہے اللہ تعالیٰ کے قول فاسئلو ا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون کی دلیل سے۔ اور وہ لوگ جن کو تقلید کرنی ہے وہ حضرات ہیں جن کو احکام شرعیہ کے استنباط کے طریقے معلوم نہیں ہیں۔ تو ان کے لیے کسی عالم کی تقلید اور اس کے قول پر عمل کیے بغیر چارہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اہل علم سے معلوم کرو اگر تم کو معلوم نہیں ہے

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی حضور ﷺ کے دور مبارک میں زخمی ہو گئے پھر انہیں غسل کی حاجت ہو گئی لوگوں نے انہیں غسل کرنے کا حکم دے دیدیا جس کی وجہ سے ان کی موت ہو گئی۔ اس کی اطلاع نبی کریم ﷺ کو ہوئی تو آپ نے فرمایا خدا ان کو برباد کرے ان لوگوں نے تو اس بچارے کو قتل کر دیا۔ عاجز رہ جانے والے کی کامیابی سوال کر لینے ہی میں ہے۔

دوسری اس کی دلیل یہ ہے کہ یہ شخص اہل اجتہاد میں سے نہیں ہے تو اس پر تقلید ہی فرض ہے۔ جیسے اندھا جب اس کے پاس ذریعۂ علم نہیں ہے تو قبلہ کے سلسلہ میں اس کو کسی دیکھنے والے کی بات ماننی ہوگی۔

✽✽✽

ہر قسم کی کتب، مناظرہ کی سی ڈیز، اور کیسٹس دستیاب ہیں۔

فہرست کتب

۱۔ تسکین الاذکیاء فی حیات الانبیاء
۲۔ آئینہ غیر مقلدیت
۳۔ اسلام کے نام پر ہوی پرستی
۴۔ الہدیٰ انٹرنیشنل کیا ہے
۵۔ مسائل اہلحدیث
۶۔ بارہ مسائل
۷۔ خطبہ صدارت
۸۔ میں حنفی کیسے بنا؟
9۔ مناظرہ حیات النبیؐ سرگودھا

فہرست مناظرہ جات

۱۔ مناظرہ مسئلہ رفع یدین گوجرانوالہ
۲۔ مناظرہ مسئلہ طلاق ثلاثہ گوجرانوالہ
۳۔ مناظرہ مسئلہ طلاق ثلاثہ تونسہ
۴۔ مناظرہ عقائد علماء دیو بند گجرات
۵۔ مناظرہ قرات خلف الامام
۶۔ مناظرہ مسئلہ تراویح

بذریعہ ڈاک منگوانے کا انتظام بھی ہے۔ ڈاک خرچ خریدار کے ذمہ ہوگا۔

ادارہ رابطہ کے لئے مولانا عمر دراز صاحب۔ فون نمبر 0322.6223097

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

۸۷ جنوبی لاہور روڈ سرگودھا کے زیر اہتمام

پانچواں سالانہ .... 30 روزہ

سکول کالج کے طلبا کے لئے 15 جون بروز ہفتہ سے

گرمیوں کی چھٹیوں میں 15 جولائی 2007 تک

صراط مستقیم کورس

زیر سرپرستی حضرت مولانا محمد الیاس گھمن دامت برکاتہم

خلیفہ مجاز

حضرت اقدس مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتھم

جس میں قرآن وسنت کے مطابق زندگی گزارنے کا طریقہ سکھایا جائے گا۔

نوٹ: موسم کے مطابق بستر ساتھ لائیں اور کھانے اور رہائش کا انتظام مرکز کے ذمے ہوگا۔

الداعی: مولانا خبیب احمد گھمن مدظلہ العالی

مہتمم مرکز اہل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا۔